نومبر ۱۹۸۶ء

مرزا محمد الدین ناز

جماعتِ احمدیہ کی تشریح اور تفسیر کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ مُہر ہیں جو تصویر بناتی ہے۔ یاد رکھیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ خاتم الانبیاء ہیں کہ اُن کا اثر ہر قوم اور ہر گروہ پر پڑنے والا ہے نہ کہ ان کی قوم اور امت پر دوسروں کا اثر پڑے۔ ہم تو اس مُہر کے قائل ہیں جو دوسروں پر اثر کرنے والی ہے۔ تم کون سے مرد لئے پھرتے ہو جن کا محمدؐ باپ نہیں۔ محمدؐ وہ باپ ہیں جو سب کی اولادوں پر اثر ڈالنے والا ہے۔ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام کو سمجھو اور غیروں سے اثر کو قبول کرنے والے نہ بنو۔ ساری قومیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم کے زیرِ نگیں آنے والی ہیں۔ اپنی تہذیب کی قدروں کو سمجھیں اس میں ہی آپ کا سکون مضمر ہے۔ پس پردہ ہو یا دیگر اخلاقی تقاضے ہوں، یہی وہ میدان ہے جس میں آپ نے فتح حاصل کرنی ہے۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمیت کی حفاظت کریں، حفاظت کا حق ادا کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کتنا پیارا کلام ہے کہ ماؤں کے قدموں کے نیچے جنّت ہے۔ ماؤں کے قدموں کے نیچے سے جنّت حاصل ہوگی۔ محبّت اور پیار سے نصیحت کرتے جائیں اسی طریق سے کامیابی حاصل ہوگی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۳؍ اکتوبر ۱۹۸۶ء

تشہد، تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور اقدس نے سورہ آل عمران کی درج ذیل آیات تلاوت فرمائیں:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَآ اِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَہٗ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْعَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝

فرمایا کہ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی مخلوق اور اس کے نشانوں پر غور کرتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ یہ سب

خدا نے بیکار نہیں بنائے۔ وہ اس زندگی کا مقصد پانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ دوسری طرف بعض ایسے لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کے نشانوں کو دیکھ کر بھی سبق نہیں لیتے اور سوچتے ہیں کہ وہ اپنے خدا کو کبھی نہیں ملیں گے۔

فرمایا: خدا تعالیٰ نے یہ دُنیا بے مقصد نہیں بنائی۔ بعض لوگ اِس دُنیا کو صرف عارضی نقطۂ نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اِس دُنیا کے اموال حاصل کرنا ہی اُن کا مقصد ہوتا ہے اس کے بعد ان کی کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ وہ اِس بات پر بھی غور نہیں کرتے کہ دُنیا کو کس نے بنایا ہے۔ فرمایا: خدا تعالیٰ مکمل انصاف کرنے والا ہے۔ وہ لوگ جو اِس دُنیا کے مالی فوائد حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں خدا تعالیٰ ان کو عطا کر دیتا ہے۔ ان کے دل ان کے مال کی وجہ سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔ یہ حالات مغربی قوموں کے ہیں۔ انہوں نے اِس دُنیا کے فوائد حاصل کرنے کے لئے پورے ذرائع استعمال کئے اور اس دُنیا کا مال حاصل کر لیا۔ یہ خدا تعالیٰ کے قانونِ انصاف کے مطابق ہوا کیونکہ ان قوموں نے غور و خوض کیا۔ فرمایا: اسلامی قوموں نے غور و خوض کی صلاحیتوں کو استعمال نہیں کیا اِس وجہ سے وہ پیچھے رہ گئے۔ مغربی قوموں نے اگرچہ اِس دُنیا کے نعماء تو حاصل کر لئے لیکن آخرت کے لئے ان کے پاس کچھ نہیں سوائے جہنم کی آگ کے۔ جو کچھ بھی انہوں نے حاصل کیا یہاں ہی رہ جائے گا۔ انہوں نے جو اِس دُنیا کے فوائد حاصل کئے وہ بھی جھوٹے ہیں وہ آخرت میں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے۔

فرمایا: مغربی قوموں کو جب بھی موت کے بعد کی زندگی کے بارے میں یاد کرایا جاتا ہے تو وہ اس کا مذاق اڑاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے؟ ہم کس طرح دوبارہ زندہ کئے جائیں گے یہ ممکن نہیں ہے۔ حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا انصاف ہر ایک پر پورا ہوتا ہے۔ ہر وہ شخص جو دیانتداری سے کوشش اور محنت کرتا ہے خواہ وہ ایمان لانے والوں میں سے ہے یا نہیں خدا تعالیٰ اس کو اجر دیتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں کو بھی ان کی کوششوں کا اجر دیتا ہے تو ایمان لانے والوں کو وہ اجر کیوں نہیں دے گا۔ فرمایا: بہت سارے مسلمان جو مغربی ممالک میں آکر رہائش پذیر ہوتے ہیں تو وہ ان قوموں کی اقدار سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ وہ ان کی دنیاوی جاہ و جلال کو دیکھ کر سوچتے ہیں کہ یہ لوگ ٹھیک راستے پر ہیں اِس طرح وہ اسلامی روایات اور اقدار کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ فرمایا: آپ کو اِس بات کا فیصلہ کرنا پڑے گا کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ اِس دُنیا کا مال یا اِس دُنیا کا مال بھی اور آخرت کا مال بھی۔ آپ کو سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ اِس

دُنیا کے بعد بھی ایک دُنیا ہے۔ قرآن مجید یہ نہیں کہتا کہ آپ اِس دُنیا کو کُلیۃً چھوڑ دیویں۔ خدا تعالیٰ مادی اموال میں اور روحانی اموال میں ایک توازن قائم کرنا چاہتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر تم روحانی اموال کو حاصل کرنے کی سچے دل سے کوشش کرو گے تو دُنیاوی اموال تمہارے پیچھے آئیں گے حضور نے فرمایا: آپ خدا تعالیٰ کے دوست بن جائیں۔ اولیاء اللہ بن جائیں۔ جب آپ کسی کو دوست بناتے ہیں تو کیا آپ اس کو کسی چیز کا آدھا حصہ دیں گے؟ ایسا دوست جس کے ساتھ آپ کو محبت ہے اس کو پورا حصہ دیویں، وہ نہ صرف پورا آپ کو لوٹا دے گا بلکہ اس سے زیادہ واپس دے گا۔ فرمایا: احمدیوں کو خدا تعالیٰ کے ساتھ پورا اور مکمل تعلق پیدا کرنا چاہیئے۔ اپنے آپ کو خدا کا دوست بناؤ نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ اپنے بچّوں کو بھی تلقین کرو کہ خدا کے ساتھ دوستی قائم کرو۔ ان کو روزانہ بتاؤ کہ خدا ہی سب کچھ ہے اس سے تعلق پیدا کرو۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا ہے کہ اگر آپ کو جُوتے کا تسمہ چاہیئے تو خدا سے مانگو۔ جب بھی کسی شئے کی ضرورت ہو تو خداوندِ کریم سے مانگو۔ ہر وقت خدا تعالیٰ کے بارہ میں سوچو۔ اِس طرح ایک رجحان پیدا ہو جائے گا پھر آپ کو خیال آئے گا کہ مانگ تو رہا ہوں لیکن مَیں خدا کو دے کیا رہا ہوں۔ فرمایا: محبّت ہی ایک ایسا جذبہ ہے جو راستے بھی دکھاتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ سے محبّتِ ذاتی نہیں تو پھر آپ ہر وقت دنیاوی باتوں سے ڈرتے رہیں گے۔ احمدیوں کو خدا تعالیٰ سے محبّت پیدا کرنی ہوگی اس محبّت کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل آپ کے اُوپر نازل ہوں گے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۶ء

تشہّد، تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور نے فرمایا کہ آج مَیں تقریباً اکیس دن کے بعد دوبارہ یہاں جمعہ کے لئے حاضر ہُوا ہوں اِن دنوں میں انگلستان سے دُوری کا احساس رہا۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ جس طرح یہاں ساری دُنیا سے ڈاک ملتی ہے اور ساری دُنیا سے رابطہ رہتا ہے اس طرح دیگر ممالک میں رابطے کی ایسی سہولت اور ایسی باقاعدگی نہیں۔ اور خصوصاً اس سفر میں ایک لمبے عرصہ کے بعد مجھے گزشتہ ڈاک دیکھنے کا موقع ملا ہے۔

فرمایا: سب خط لکھنے والوں کو جواب میں تاخیر ہونے پر معذرت خواہ ہوں۔ فرمایا: دوسرے جماعتی خبروں سے جو تعلق کٹ جاتا رہا ہے، اگرچہ مجھے اہم خبریں مل جاتی رہی ہیں، اس کی وجہ سے بھی محرومی اور بنیادی طور پر ہلکا سا کٹ جانے کا احساس رہا۔

فرمایا: جہاں تک دورۂ کینیڈا کا تعلق ہے یہ اپنی ذات میں نہایت ہی ضروری تھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے نتیجہ میں انشاء اللہ جماعت کی ترقی کے بہت سے سامان پیدا ہوں گے۔ یہ دورہ خدا کے فضل سے نہایت مصروف تھا اور اس خیال سے کہ بار بار موقع نہیں مل سکتا، جماعت نے حتی المقدور میرے وقت کا بہترین استعمال کرنے کی کوشش کی۔ اندرونی اور بیرونی رابطے کے لحاظ سے اس دورے کا مجھ پر بڑا اچھا اثر پڑا ہے۔ جماعتی طور پر بھی کہ جماعتِ کینیڈا نے گزشتہ چند سالوں میں تربیتی لحاظ سے غیر معمولی ترقی کی ہے اور اس ترقی کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے شکر کی طرف طبیعت مائل ہوئی۔ مشرق سے مغرب تک اس ملک کے اندر جو سفر اختیار کیا اس تمام عرصے میں جماعت میں بیداری کی نمایاں روح دیکھی ہے۔ فرمایا: پاکستان میں جو تکلیف دہ حالات گزر رہے ہیں یہ محض اُن کا پھل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ہوائیں جو چل رہی ہیں ان کا تعلق ان تکلیفوں اور ان دعاؤں سے ہے جو ان تکلیفوں کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں اور ساری دُنیا میں خدا کی رحمت غیر معمولی طور پر خوشخبریاں لے کر آرہی ہے اور اس کے چھینٹے مُردہ دلوں میں نئی تازگی اور نیا ولولہ عطا کر رہے ہیں اور مَیں سمجھتا ہوں کہ صرف کینیڈا میں ہی نہیں بلکہ ساری دُنیا میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اِسی قسم کی رحمتوں کا نزول ہو رہا ہوگا۔ پس جماعتِ احمدیہ کو اِس پہلو سے خوشخبری ہو کہ جماعت ایک نئے ترقی کے دَور میں داخل ہو چکی ہے اور اس نئے دَور کے نتائج بہت دیر تک نکلتے رہیں گے اور اگر اِن نتائج کو سنبھالیں تو آئندہ عظیم الشان اور عظیم تر نتائج کے لئے وہ بنیادیں مہیّا کریں گے۔

پھر حضور نے جماعتِ احمدیہ کینیڈا کے بیرونی رابطے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ بھی بیرونی دُنیا سے واضح اور مضبوط ہوا ہے اور اِس کثرت کے ساتھ جماعت نے اپنے ماحول کو اپنے آپ پر واضح کیا ہے کہ جہاں جہاں بھی مجالسِ سوال وجواب ہوئی ہیں جماعت کے ابتدائی تعارف کی ضرورت نہیں پڑی۔

حضور نے کینیڈا میں ریڈیو اور ٹیلیویژن پر ہونے والے پروگراموں کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور فرمایا کہ ان سب پہلوؤں پر جب مَیں غور کرتا ہوں تو دل اللہ کے شکر سے بھر جاتا ہے کہ دَورہ بہت ہی کامیاب اور دل کو مطمئن کرنے والا تھا۔

یہ ملک ایسا ملک ہے جہاں امید کے بہت سے پہلو نظر آئے ہیں۔ دُنیا کی تمام جماعتوں کو اِس ملک کو اپنی دعاؤں میں شامل کر لینا چاہیئے۔ یہ اسلام کے لئے خدا کے فضل کے ساتھ مستقبل

کی سرزمین بننے والا ہے۔ پھر فرمایا: مولویوں کی ایذاء رسانی سے تکلیف تو ہے اور جماعت شدید بے چینی محسوس کرتی ہے اور ہر وقت یہ سوال اُٹھتا رہتا ہے کہ کب آخر خدا اِن کو پکڑے گا۔ کب ہمارے دل اِس لحاظ سے ٹھنڈے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ اِن کو سب دُنیا میں ناکام اور رسوا کرکے دکھائے گا۔ تو مَیں اِس پہلو سے بتانا چاہتا ہوں کہ جو نیک اثرات مَیں دیکھ کر آیا ہوں ان پر ضرور نظر رکھیں۔ مولویوں کی کوششوں کے جماعت پر کوئی بد اثرات ظاہر نہیں ہو رہے بلکہ اتنے زیادہ نیک اثرات ظاہر ہو رہے ہیں کہ اگر آپ ترکڑی کے دونوں پلڑوں میں ڈال کر دیکھیں اور دیانتداری سے موازنہ کریں تو ان کی تکلیفوں کے مقابلہ میں انعامات کا پلڑا بھاری ہے اور مولویوں کی ہر کوشش ناکام اور نامراد ہوئی ہے۔ یہ جماعت کی ترقی کے نئے دروازے کھول کر آئے ہیں۔ کینیڈین سوسائٹی نے ان کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ یہ جماعت کے لئے شاندار کامیابی ہے۔

آخر میں فرمایا کہ کینیڈا میں کام کی بہت گنجائش ہے اِس لئے کینیڈا کی سرزمین کو ہر پہلو سے دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی سعادت کو بڑھائے اور جو نیکی انہوں نے جماعت سے کی ہے اس کی جزاء دے۔

خطبہ ثانیہ میں حضورِ انور نے مکرم مولانا مسعود احمد صاحب جہلمی کے والد صاحب کی وفات کا اعلان کیا اور بتایا کہ وہ بڑے ہی اطاعت گزار اور نیک انسان تھے خلافت کی طرف سے ہر تحریک پر بلا تاخیر عمل کرنے والے تھے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷؍ اکتوبر ۱۹۸۶ء

تشہّد، تعوّذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضورِ انور نے فرمایا: دُنیا میں دو فریقوں میں جب بھی محاربت ہو، خواہ وہ دنیاوی رنگ کی ہو یا مذہبی رنگ کی ہو، یہ ضروری نہیں کہ جب جنگ ختم ہو تو اُسی وقت یہ معلوم ہو کہ کونسا فریق غالب آنے والا تھا بلکہ اہلِ بصیرت آثار سے ہی جان لیا کرتے ہیں کہ کس فریق نے بہر حال غالب آنا ہے۔

فرمایا: دُنیا میں جنگ کے نتیجے معلوم کرنے کے لئے جو طریق رائج ہیں اُن میں سے ایک کی طرف قرآن کریم نے بھی اصولی طور پر اُنگلی اُٹھائی ہے اور ایک ایسا بنیادی نکتہ پیش فرمایا ہے جس کی روشنی میں جنگ کے اختتام سے بہت پہلے ہی یہ فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ کونسا فریق غالب آنے والا

ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے:-

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ ○ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ○ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ ○ فَاُمُّهٗ هَاوِیَةٌ ○ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا هِیَهْ ○ نَارٌ حَامِیَةٌ ○

فرمایا: ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ کا ایک معروف ترجمہ یہ ہے کہ جس کے اعمال کا وزن زیادہ ہوگا اور ایک یہ ہے کہ جس کے پلڑے میں زیادہ ساز و سامان ہوگا۔ زیادہ قوی اور زیادہ مضبوط ساز و سامان ہوگا۔ فرمایا: یہ دونو پہلو کسی جدّوجہد کے فیصلے کے لئے بہت ہی اہمیت رکھتے ہیں۔ درحقیقت اگر اعمال کا ترجمہ بھی کیا جائے تو اس کا ترجمہ یہی بن سکتا ہے کہ وہ قومیں جو ٹھوس عمل کرنے والی اور مسلسل محنت کرنے والی ہیں جو اپنے وقت کو ضائع نہیں کرتیں۔ جن کے پلڑے میں بہت ہی مفید اور باقی رہنے والے اعمال ہیں، اُن کی جب بھی ایسی قوموں سے لڑائی ہو جو سست اور غافل ہوں، جو اچھے کام کرنے کی اہلیت نہ رکھتی ہوں، محنت کی عادت نہ رکھتی ہوں تو وہ قومیں جو محنت کرنے والی ہیں اور جنہوں نے اپنے لئے بہت کچھ بنا لیا ہے وہ بہرحال غالب آئیں گی۔ دوسرے پہلو کے لحاظ سے وہ قومیں جن کے ہتھیار زیادہ مضبوط اور وزنی ہوں گے۔ یہاں ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ اور خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ میں ہرگز ظاہری وزن مراد نہیں بلکہ حقیقی وزن ہے۔ یعنی ایسا ہتھیار جس میں قوّت زیادہ ہے۔ تو قوت والے ہتھیار جس کے پاس زیادہ ہوں گے وہ غالب آئے گا اور محض جوش و خروش کام نہیں آئے گا۔ فرمایا: آئندہ زمانے کی جنگوں کا نقشہ حضرت مصلح موعود کی تفسیر کی روشنی میں اِسی آیت سے واضح ہو جاتا ہے کہ آئندہ دُنیا میں جب ہولناک جنگیں ہوں گی تو جس فریق کے پاس بھی وزن دار ہتھیار ہوں گے، قوّت والے ہتھیار ہوں گے وہ فریق غالب آجائے گا۔ فرمایا: یہ دونوں ترجمے ایک دوسرے سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ جو قومیں محنت کرتی ہیں جن کے اعمال کا پلڑا بھاری ہے، خواہ وہ دُنیا میں ہو خواہ دین میں، اس کے نتیجے میں یہ دونوں باتیں ان کو حاصل ہو جاتی ہیں۔ ان کے اعمال اِن قوموں کی زندگی بنا دیتے ہیں۔ ان میں بقاء پیدا کر دیتے ہیں اور ان کے دفاع کے ہتھیار مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے جاتے ہیں کیونکہ یہ ایک ایسا تعلق ہے اقتصادی ترقی اور دفاعی صلاحیت کا کہ اس کو دُنیا میں کبھی کوئی نظرانداز نہیں کر سکتا جو بھی اس کو نظرانداز کرتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ جتنا زیادہ کوئی قوم اقتصادی لحاظ سے ترقی کرے گی، اتنا زیادہ لازماً اس کو اپنا دفاع بھی مضبوط کرنا پڑے گا۔

فرمایا: مذہبی نقطۂ نگاہ سے بھی یہ اصول اسی طرح برابر کارگر نظر آتا ہے اور مذہبی قوموں میں بھی یہی امر بالآخر فیصلہ کُن ثابت ہوگا۔ وہ مقابلے جو مذہبی نقطۂ نگاہ سے ہو رہے ہیں ان میں بھی فریقین کو دو طرح سے جانچا جا سکتا ہے کہ کس کے ہاں اچھے اعمال کثرت کے ساتھ ہیں، کون نیکی میں محنت کرنے والے ہیں، کون ہمیشہ اپنے آپ کو سنوارنے پر لگے ہوئے ہیں اور کون وہ ہیں جنکے پلڑے اعمالِ حسنہ سے خالی ہیں۔ جن کے دامن میں کچھ بھی نہیں۔ بلکہ اس کے بالمقابل جھُکنے والے اعمال ہیں۔ جن اعمال میں بقاء کی قوّت نہیں ہے جو قوموں کو خفیف کر دیتے ہیں جن میں زندہ رہنے کی صلاحیت نہیں رہنے دیتے وہ لوگ لازماً شکست کھائیں گے اور جن کے پاس اعمالِ صالحہ ہیں، جن کے ساتھ خدا نے باقیات کی شرط لگائی ہوئی ہے وہ ہمیشہ غالب آئیں گے۔ وہ لوگ جو مقابلے میں زیادہ اچھے اور قوی ہتھیار رکھتے ہیں وہ لازماً غالب آئیں گے اور وہ لوگ جن کے ہتھیار خفیف نوعیّت کے ہیں ان کے مقدّر میں لازماً شکست ہے۔ اِس قانونِ قدرت کو کوئی بدل نہیں سکتا۔

فرمایا: اس وقت جماعتِ احمدیہ کے ساتھ اس کے دشمن کا جو شدید مقابلہ ہو رہا ہے خاص قوّت اور زور کے ساتھ، اس مقابلے میں بھی فتح اور شکست کا فیصلہ قرآن کریم کی یہ آیت کرے گی اور یہ فیصلہ ہو چکا ہے کھُلا کھُلا نظر آنے لگ گیا ہے کوئی بھی شک کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ اس کے ہتھیار کیا ہیں؟ فرمایا یہاں انگلستان کے ایک علاقہ میں جماعت پر گندی گالیوں، فحش کلامی اور انتہائی بدخُلقی کے مظاہرے کا حملہ ہؤا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف منسوب ہوتے ہوئے بھی شرافت کے ہر تقاضے کو چھوڑ دینے کا یہ حملہ تھا۔

فرمایا: سارے ہتھیار وہ تھے جو دیکھے بھالے اور جانے پہچانے اور تاریخی نوعیّت کے ہتھیار ہیں۔ قرآن کریم نے حضرت آدمؑ سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک جو تاریخ ہمارے سامنے رکھی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہی وہ ہتھیار تھے کہ جو ازل سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آخری دَورِ نبوّت تک دشمن نے استعمال کئے اور کبھی بھی ان میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی۔

فرمایا: پس یہ ہتھیار ایسے ہیں کہ جن کے متعلق قرآن کریم کا یہ فتویٰ ہے کہ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ یہ خفیف ہتھیار ہیں اور کمینے ہتھیار ہیں اور خفیف کر دینے والے ہیں۔ یہاں خفیف سے مراد وہ ہتھیار ہیں جن کو زمین قبول نہ کرے۔ جو شجرۂ خبیثہ کی طرح اُٹھ جائیں اور جن کو ہوائیں بکھیر دیں۔ جن کو کوئی قرار نہ ہو۔ فرمایا: یہ ہتھیار لے کر کوئی دینِ حق کی خدمت کر سکتا ہے؟ حیرت ہوتی ہے اُن کی عقل پر

یہ تو اتنی واضح بات ہے کہ خواہ کوئی آنکھ کا بیمار ہو تو اگر روشنی اُس کی آنکھ تک پہنچ جاتی ہے تو اُس کو بھی نظر آ جانا چاہیئے کہ یہ ہتھیار اسلام کی خدمت کے لئے استعمال نہیں ہو سکتا۔ جھوٹ بولنا، بہتان تراشی کرنا، گندی زبان استعمال کرنا یہ تو کوئی طریق نہیں ہے جو انبیاء یا اُن کے تربیت یافتہ اُمتیوں سے ثابت ہو۔ فرمایا: سارے مذہب کی تاریخ پر نظر ڈالیں ایک واقعہ بھی آپ کو ایسا نظر نہیں آئے گا کہ انبیاء یا ان کے صحابہ یا صحابہ کے تربیت یافتہ لوگوں نے یہ ہتھیار لے کر دین کی خدمت کی ہو۔ اُن کے ہتھیار تو بالکل مختلف ہیں۔ انہوں نے تقویٰ کے ہتھیار سجا کر مقابلے کئے ہیں اور دعاؤں کے ہتھیار لے کر مقابلے کئے ہیں۔ فرمایا: یہ ہتھیار ہیں ان کے یعنی دشمنان کے اور دعوے ہیں کہ یہ جیتیں گے۔ گویا یہ جیتیں گے تو نعوذ باللہ قرآن ہار جائے گا لیکن یہ ظاہر ہے کہ قرآن کو دُنیا کی کوئی طاقت ہرا نہیں سکتی۔ ساری کائنات کی قوتیں بھی اکٹھی ہو جائیں تو قرآن کریم کی ایک آیت کو نہ تبدیل کر سکتی ہیں نہ شکست دے سکتی ہیں۔ پس فتح و شکست کا فیصلہ تو اِس آیت نے کرنا ہے کہ مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ پاکیزہ زندگی، خدا کی رضا حاصل کرنے والی زندگی اس کو نصیب ہو گی جس کے ہتھیاروں میں وزن ہو گا۔ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ جن لوگوں کے ہتھیار خفیف ہیں ان کے مقدّر میں قعرِ مذلّت کے سوا کچھ نہیں۔ وہ گڑھا جس میں حسرتوں کی آگ کے سوا کچھ نہیں۔ یہ اُن کا مقدّر قرآن کریم نے لکھ دیا ہے اور اِس مقدّر کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا اور دن بدن جماعتِ احمدیہ پہلے سے زیادہ کُھلے طور پر اِس لڑائی کے انجام کو دیکھ رہی ہے۔ فرمایا: جماعتِ احمدیہ کے احباب اگر دعائیں کرتے ہیں، خدا کی مدد کو پکارتے ہیں تو اِس خوف سے نہیں کہ مبادا ہم ہار جائیں گے۔ اِس لئے کہ ان کے دل ٹھنڈے ہوں اور دُنیا دیکھے کہ سچائی کی مخالفت کرنے والے کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔ اس انجام کو اپنی زندگی میں دیکھنے کی تمنّا لے کر روتے ہیں۔ لیکن جہاں تک جماعت کی یقینی اور آخری فتح کا تعلق ہے کسی احمدی کے وھم و گمان کے گوشے میں بھی یہ خیال نہیں گزرتا کہ جماعتِ احمدیہ کسی صورت میں ہار سکتی ہے کیونکہ قرآن کریم اس کی پُشت پر کھڑا ہے۔

اس کے علاوہ حضورِ انور نے ایک اور امر کی طرف بھی جماعت کو توجہ دلائی کہ مقابلہ کے لئے قرآن کریم نے یہ بھی بتایا ہے کہ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ کہ ہر بد ہتھیار کے مقابلہ میں حسین ہتھیار اُٹھا لو۔ جھوٹ کے مقابلہ میں سچائی کو اختیار کرو اور سچائی میں آگے بڑھو۔ بدکلامی کے مقابلہ میں اپنی زبان کو زیادہ شائستہ بناؤ۔ اپنے گھروں میں پاکیزگی رائج کرو۔ اگر دشمن تم سے قرآن چھینتے ہیں تو قرآن سے اَور بھی چمٹ جاؤ اور شرک کا مقابلہ توحید سے کرو۔ کلمہ پر غور کرو اور اس کے مضمون

کو اپنے نفس پر جاری کرو اور اپنے دامن کو شرک کی آلودگی سے پاک کر دو۔ اگر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آپ سے چھینا جا رہا ہے آپ اُنؐ کی حُسنِ سیرت کے ساتھ چمٹ جائیں۔ اِس طرح چمٹ جائیں کہ وہ آپ کی فطرتِ ثانیہ بن جائے۔

پھر ایک اَور امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اپنے گھروں میں عبادت کے ماحول کو جاری رکھیں، اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا کریں، اپنی آئندہ نسلوں کو سنبھالیں اور ان کو اچھے اخلاق عطا کریں اور اس بات کو ایک خصوصی جہاد بنالیں۔ یہی وہ میدان ہے جس میں ہم نے فتح حاصل کرنی ہے۔ حق کی قدروں کا غلبہ اور تعلق باللہ کی قدروں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ فرمایا: یہ ہے وہ فتح جو حقیقی فتح ہے۔ اگر ان کے عقب میں عددی غلبہ غلاموں کی طرح آئے تو وہ یقیناً اِس لائق ہے کہ اسے قبول کیا جائے اور اسے تحسین کی نظر سے دیکھا جائے۔ لیکن اگر اس پس منظر کے بغیر عددی غلبہ آئے تو اس کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔ پس عددی غلبہ آنے کے دن بھی بہت دُور نہیں لیکن وہ اس طرح آئے گا اور اس طرح آنا چاہیئے کہ آپ کے اندر بے پناہ حُسن پیدا ہو جائے۔ دینِ حق آپ کے اندر اتنا زیادہ گہرائی کے ساتھ راسخ ہو جائے، اتنا زیادہ آپ کی شکلیں اُن پاکیزہ لوگوں سے ملنے لگ جائیں جن کو خدا نے ہمیشہ تحسین کی نظر سے دیکھا ہے۔ وہ جو بے پناہ کشش آپ کے اندر پیدا ہو گی وہ عددی غلبہ کا باعث بنتی ہے تو وہی غلبہ ہے جو قدر کے لائق ہے اِس لئے باہر کی جماعتیں خصوصاً مغرب میں بسنے والی جماعتیں اس کی طرف خصوصی توجہ کریں۔ اپنے اندر اور اپنی اولاد کے اندر پاکیزہ تبدیلی پیدا کریں۔ ہر گھر سے تلاوتِ قرآن پاک کی آواز اُٹھنی چاہیئے۔

آخر میں حضور نے ایک تحریک کا اعلان فرمایا اور بتایا کہ السلوا ڈور میں جو تباہی آئی ہے اس کے نتیجہ میں بہت سے بچے یتیم ہو گئے ہیں اِس لئے جماعتِ احمدیہ کے افراد اُن کی کفالت کی ذمہ داری لیں اور یتامیٰ کی حفاظت کریں اور اس ضمن میں حضور نے بتایا کہ ایک مخلص احمدی نے چالیس لاکھ روپے دئے ہیں کہ اس سے یتیم خانہ جس طرح کا چاہے جماعت کھولے۔

درسِ حدیث

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخا اور آپؐ کا زُہد

(محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایم۔اے، ایم لٹ (آکسن)

(۱)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے طٰہٰ (سورہ طٰہٰ آیت ۲) نیز فرمایا وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا (سورۃ النساء آیت ۱۱۵ کا آخری حصہ) یعنی فرمایا "طٰہٰ" اے مردِ کامل تُو اپنے تمام کمالاتِ ظاہری و باطنی میں تمام مخلوق پر، اوّلین اور آخرین پر سبقت لے گیا ہے اور دوسری آیت میں فرمایا تیرے پر تیرے مولا نے سب مخلوق سے بڑھ کر ایک فضلِ عظیم کیا ہے۔ یعنی تیری صفائی قلب، تیری روحانی قوتیں، تیری اخلاقی طاقتیں، تیرا حُسن و احسان اور تجھ پر تیرے رب کی طرف سے ہونے والی دوسری عنایات ایسی ہیں کہ ان میں کوئی بھی تیرا ہمسنگ نہیں اور تمام ملائکہ کو اور تمام مقربین کو اور بڑے سے بڑے نبی کو بھی تو بہت پیچھے چھوڑ گیا ہے اور صاحبِ عرش کے حضور سب سے بڑھ کر درجہ رکھنے والا ہے۔ (عند ذی العرش مکین)

اِن آیات کی روشنی میں اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اخلاقِ حسنیٰ پر نظر ڈالیں تو اُن کے بہت سے حسین پہلو ہمارے سامنے آتے ہیں مثلاً ایک پہلو یہ ہے کہ حضورؐ کی بہت سی صفاتِ حسنیٰ ایسی ہیں کہ جب ان پر یکجائی نظر ڈالی جائے تو ان کی شان بہت زیادہ نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے جیسے مثلاً حضورؐ کا فقر اور آپؐ کا زُہد اُس وقت ایک نئی شان میں نظر آتے ہیں جب ہم انہیں آپؐ کی جود و سخا کی غیر معمولی قوت سے ملا کر دیکھیں۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ آپؐ غیر معمولی طور پر حلیم اور بُردبار تھے اور آپؐ کا عفو اور آپؐ کی قوتِ صبر بھی حیرت انگیز تھے لیکن آپؐ کے حلم اور آپؐ کے عفو کی شان اُس وقت اَور بھی نمایاں ہو جاتی ہے جب ہم انہیں آپؐ کی غیر معمولی شجاعت اور جواں مردی اور اعلیٰ ہمتی اور غیرتِ للہ کے ساتھ ملا کر دیکھیں۔

ماہنامہ
انصا

نبوّت ۱

نومبر ۸۶

★

(ایڈیٹر

مرزا محمد الد

★

مدیران

• ملک صلاح الدین

• مبارک احمد صاح

• کمال یوسف صاح

★

شر: چوہدری محمد ابراہیم
نٹر: قاضی منیر احمد
طبع: ضیاء الاسلام پریس
قامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ ان
تابت: حمیدالدین

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سخاوت اور آپؐ کے زُہد کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"جو اخلاق کرم اور جُود اور سخاوت اور زُہد اور قناعت کے متعلق تھے وہ آنحضرت صلعم کی ذاتِ مبارک میں ایسے روشن اور تاباں اور درخشاں ہوئے کہ..... دُنیا میں آنحضرتؐ سے پہلے کوئی بھی ایسا نبی نہیں گزرا جس کے اخلاق ایسے وضاحتِ تامہ سے روشن ہوگئے ہوں کیونکہ خدائے تعالیٰ نے بے شمار خزائن کے دروازے آنحضرت صلعم پر کھول دیئے سو آنحضرت صلعم نے اُن سب کو خدا کی راہ میں خرچ کیا اور کسی نوع کی تن پروری میں ایک حبّہ بھی خرچ نہ ہوا۔ نہ کوئی عمارت بنائی نہ کوئی بارگاہ تیار ہوئی بلکہ ایک چھوٹے سے کچے کوٹھے میں جس کو غریب لوگوں کے کوٹھوں پر کچھ بھی ترجیح نہ تھی اپنی ساری عمر بسر کی۔ بدی کرنے والوں سے نیکی کر کے دکھلائی اور جو دل آزار تھے اُن کو اُن کی مصیبت کے وقت اپنے مال سے خوشی پہنچائی۔ سونے کے لئے اکثر زمین پر بستر اور رہنے کے لئے ایک چھوٹا سا جھونپڑا اور کھانے کے لئے نان جو یا فاقہ اختیار کیا۔ دُنیا کی دولتیں بکثرت ان کو دی گئیں پر آنحضرتؐ نے اپنے پاک ہاتھ کو دُنیا سے ذرا آلودہ نہ کیا اور ہمیشہ فقر کو تونگری پر اور مسکینی کو امیری پر اختیار رکھا اور اُس دن سے جو ظہور فرمایا تا اُس دن تک جو اپنے رفیقِ اعلیٰ سے جاملے بجز اپنے مولیٰ کریم کے کسی کو کچھ چیز نہ سمجھا..... غرض جود اور سخاوت اور زُہد اور قناعت اور مردمی اور شجاعت اور محبتِ الٰہیہ کے متعلق جو جو اخلاقِ فاضلہ ہیں وہ بھی خداوند کریم نے حضرت خاتم الانبیاء میں ایسے ظاہر کئے کہ جن کی مثل نہ کبھی دُنیا میں ظاہر ہوئی اور نہ آئندہ ظاہر ہوگی۔" (براہینِ احمدیہ صفحہ ۲۶۶ تا صفحہ ۲۸۶ حاشیہ)

(۲)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ اَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْاٰنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ۔ (بخاری جلد اول

باب کیف کان بدء الوحی)

حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب انسانوں سے بڑھ کر سخی تھے اور ماہِ رمضان میں تو جب جبرائیل حضورؐ کے پاس قرآن کریم سُنانے کے لئے آتے حضور باقی ایّام کی نسبت اَور بھی زیادہ سخاوت کیا کرتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ رمضان کی ہر رات حضرت جبرائیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آتے تھے اور اس سال تک جتنا قرآن کریم نازل ہوچکا ہوتا تھا وہ حضورؐ کے ساتھ مل کر دہراتے تھے۔

اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس خیال سے کہ شاید سُننے والا ان کی بات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کی کیفیت کا اندازہ نہ لگا سکا ہو حضورؐ کی سخاوت کی مثال قرآن کریم کے حوالہ سے دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو کس طرح خدا کے فضلوں سے بھری ہوئی اور بادلوں سے لدی ہوئی تیز ہوا چلتی ہے جیسا کہ قرآن کریم نے ذکر کیا ہے اور دُور دراز کے علاقوں کو ان بادلوں کے پانی سے سیراب کر دیتی ہے۔ مَیں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سخاوت کی کیا مثال دوں اُس کا فیض تو ان ہواؤں کے فیض سے بھی کہیں بڑھ کر تھا۔ آپؐ کی سخاوت ان پانی کے قطرات سے بھی کہیں زیادہ ہوتی تھی جو ان ہواؤں کے دوش سے گرتے ہیں اور خاص طور پر ماہِ رمضان میں تو آپؐ کی سخاوت کا اَور ہی رنگ ہو جاتا تھا۔ آپ اموال کو، خدا کی عمدہ عمدہ نعمتوں کو بے خوف اور بے دریغ خیرات کیا کرتے تھے۔ آپؐ کی بے پناہ سخاوت سے کوئی شخص چھوٹا ہو یا بڑا اپنا ہو یا بیگانہ محروم نہ رہا بس دیتے ہی چلے جاتے تھے۔ آپ کے دینے میں کچھ ایسی بے قراری تھی کہ ادھر خدا نے آپؐ کو دیا اور ادھر آپؐ نے اس کے بندوں کو دے دیا اور جب تک سب کچھ جو کسی وقت آیا اُسی وقت نہ دے دیا آپؐ کی طبیعت سکون نہیں پاتی تھی۔ خدا نے آپؐ کو دینے میں کوئی کمی نہیں کی اور آپؐ نے اس کو خیرات کرنے میں کوئی کمی نہیں کی اور اپنے فیض سے، اپنی عنایتوں سے ایک جہان کو مالا مال کر دیا۔

خیر کا لفظ لا کر ایک اَور بات بھی بیان کی۔ خیر عربی میں نیکی کو بھی کہتے ہیں۔ اِس طرح حضرت ابنِ عباسؓ نے بتایا کہ ظاہری سخاوت کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیکیوں کی بھی خیرات کیا کرتے تھے یعنی حضور کی تمام صفاتِ حسنہ کے بے شمار جلوے ہر وقت ہوتے رہتے تھے اور خاص

لے حدیث کا تشریحی ترجمہ کیا گیا ہے۔

طور پر رمضان میں ان کی شان اَور بھی بڑھ جایا کرتی تھی۔ کہیں احسان ہو رہا ہے کہیں عفو، شفقت اور رحمت کے پھول بکھر رہے ہیں کہیں عبادت کے سلیقے سکھائے جا رہے ہیں کہیں علم کے دریا بہہ رہے ہیں کبھی تقویٰ کی باتوں اور ذکرِ الٰہی کی مجالس لگ رہی ہیں۔ گویا ایسا دستر خوان بچھایا ہوا تھا جس پر ہر وقت روحانی طعام تقسیم ہوتا تھا۔ ظاہری سخاوت میں بھی آپ بے مثل تھے اور باطنی سخاوت میں بھی بے نظیر۔

کیسی فصاحت و بلاغت کے ساتھ کیسے پیارے انداز میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کی سخاوت کا نقشہ کھینچا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ سے بڑھ کر اَور کوئی دُنیا میں سخاوت کرنے والا پیدا نہیں ہوُا۔ آپؐ کے وجود میں خدا کی صفتِ رحمانیت کے جلوے بھی ظاہر ہوئے اور اس کی صفتِ رحیمیت کے جلوے بھی۔ بن مانگے بھی دیا مانگنے پر بھی کسی کو کبھی انکار نہیں کیا۔

آپؐ کی سخاوت میں کثرت تو تھی ہی لیکن آپ کے دینے کے انداز بھی ایسے حسین ایسے پیارے تھے کہ بے اختیار دل آپؐ کی طرف کھنچے چلے جاتے تھے۔ وفات سے تھوڑا عرصہ پہلے کی بات ہے ایک شخص حضورؐ کی مجلس میں آکر بیٹھ گیا کچھ مانگا نہیں۔ حضورؐ مسکرائے اس کی طرف دیکھا اور پھر اسے فرمایا میرے پاس مال آجائے تو مَیں تجھے اتنا دوں گا، اتنا دوں گا، اتنا دوں گا۔ یہ کہتے جاتے تھے اور ساتھ ساتھ دونوں ہاتھوں سے بتاتے جاتے تھے کہ کتنا کچھ اس کو دیں گے۔ جب حضورؐ فوت ہو گئے اور حضورؐ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے حضورؐ کا اُس سے وعدہ پورا کیا تو اس کے دل پہ کیا گذری ہوگی کہ آہ کاش آج وہی پیارا مسکراتا ہوُا چہرہ ہوتا اور وہی ہاتھ ہوتے جن سے مَیں یہ سب کچھ لیتا۔ ایک دفعہ کچھ باہر کی چادریں حضورؐ کی خدمت میں آئیں صحابہؓ میں تقسیم کر دیں حضرت مخرمہؓ صحابی دیر سے آئے حضورؐ گھر کے اندر تشریف لے جا چکے تھے حضورؐ کو اپنے آنے کی اطلاع دی حضورؐ باہر تشریف لائے انہیں دیکھا مسکرائے اور فرمایا کہ مَیں تمہیں بھولا نہیں تھا تمہارے لئے مَیں نے چادر بچا کر رکھ لی تھی اچھا ہوُا تم آ گئے۔ حضرت عمرؓ سے ایک دفعہ ایک گھوڑا خریدا پاس حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کھڑے تھے وہیں ان کو وہ گھوڑا دے دیا۔ جنگِ حنین کے بعد صفوان بن امیہ خدمت میں حاضر ہوئے ان سے فرمایا یہ سَو اُونٹ تم لے لو۔ پھر خیال آیا کہ شاید صفوان کی تسلّی نہیں ہوئی کہا یہ سَو اونٹ اور لے لو۔ پھر سوچا کہ شاید اب بھی ان کی تسلّی نہیں ہوئی تو سَو اُونٹ اَور ان کو دے دئیے۔ ایک دفعہ ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوُا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے بھی کچھ عنایت ہو۔ وہ اپنے قبیلہ کا سردار تھا۔ حضورؐ اُس وقت ایک وادی میں کھڑے

تھے۔ آپؐ نے اُسے فرمایا کہ اس وادی کے درمیان یہ سینکڑوں کی تعداد میں بکریاں دیکھ رہے ہو نا یہ سب لے جاؤ۔ اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا یہ سب کچھ آپؐ مجھے دے رہے ہیں۔ آپؐ نے اُس کی طرف نگاہ اُٹھائی مسکرائے اور فرمایا کہ ہاں یہ سب کچھ تمہیں دے رہا ہوں اسے لے جاؤ۔ وہ شخص دربارِ نبویؐ سے مالا مال ہو کر اپنے قبیلہ کی طرف واپس لوٹا تو اس نے کہا کہ اے میری قوم میں نے محمد مصطفےٰؐ کے وجود میں سخاوت کا عجیب نظارہ دیکھا ہے کوئی انسان ایسی سخاوت نہیں کر سکتا تم مسلمان ہو جاؤ خدا کی قسم محمدؐ اس طرح سخاوت کرتے ہیں کہ کسی شخص کو ان کے فیض سے فیضیاب ہونے کے بعد پھر غربت کا ڈر نہیں رہتا۔

۳

• عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ مَا سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ فَقَالَ لَا۔

(البخاری کتاب الادب باب حُسن الخلق والسخاء وما یکرہ من البخل)

• عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَكْسُوْكَ هٰذِهِ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَلَبِسَهَا فَرَاهَا عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الصَّحَابَةِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَحْسَنَ هٰذِهِ فَاكْسُنِيْهَا فَقَالَ نَعَمْ فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَامَهُ أَصْحَابُهُ قَالُوْا مَا أَحْسَنْتَ حِيْنَ رَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا مُحْتَاجًا إِلَيْهَا ثُمَّ سَأَلْتَهُ إِيَّاهَا وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهُ لَا يُسْئَلُ شَيْئًا فَيَمْنَعُهُ فَقَالَ رَجَوْتُ بَرَكَتَهَا حِيْنَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلِّيْ أُكَفَّنُ فِيْهَا۔

(بخاری کتاب الادب باب حُسن الخلق والسخاء وما یکرہ من البخل)

محمد بن منکدر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابرؓ سے سنا ہے وہ کہا کرتے تھے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کوئی چیز مانگی ہو اور حضورؐ نے اُسے

دینے سے انکار کر دیا ہو۔ حضرت سہل بن سعد کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دھاری دار چادر تحفہ کے طور پر لائی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا یہ تحفہ قبول فرمائیں اور اسے خود پہنیں (کسی اور کو نہ دیں) حضورؐ کبھی کسی کا تحفہ رد نہیں کرتے تھے حضورؐ نے یہ تحفہ بھی قبول فرمایا۔ حضورؐ کو اُس وقت ایسی چادر کی ضرورت بھی تھی حضورؐ یہ چادر پہن کر اپنے احباب میں تشریف لائے۔ حضورؐ کو یہ چادر اوڑھے ہوئے ایک صحابیؓ نے دیکھا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ بہت خوبصورت چادر ہے یہ مجھے پہننے کے لئے دے دیں۔ آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے یہ چادر تم لے لو۔ جب حضورؐ مجلس میں کچھ عرصہ بیٹھنے کے بعد اُٹھے اور اندرونِ خانہ تشریف لے گئے تو دوسرے صحابہؓ نے اس صحابیؓ کو ملامت کی اور کہا تمہیں پتہ تھا کہ حضورؐ کو اِس چادر کی ضرورت ہے اور اس کے باوجود یہ جانتے ہوئے بھی کہ اگر حضورؐ سے کوئی چیز مانگی جائے تو حضورؐ کبھی انکار نہیں کرتے تم نے یہ چادر حضورؐ سے مانگی تم نے اچھا نہیں کیا۔ اس پر اس صحابیؓ نے کہا کہ مَیں نے تو صرف یہ اِس لئے مانگی کہ حضورؐ اس کو پہن چکے ہیں یہ میرے لئے برکت کا موجب ہوگی اور مَیں چاہتا ہوں کہ میرے مرنے پر میرا کفن اس سے بنایا جائے۔

(۴)

رَوَی التِّرْمَذِیُ اَنَّہٗ اُتِیَ اِلَیْہِ تِسْعُوْنَ اَلْفَ دِرْھَمٍ فَوُضِعَتْ عَلٰی حَصِیْرٍ ثُمَّ قَامَ اِلَیْھَا فَقَسَّمَھَا فَمَا رَدَّ سَائِلًا حَتّٰی فَرِغَ مِنْھَا وَجَاءَہٗ رَجُلٌ فَسَاَلَہٗ فَقَالَ مَا عِنْدِیْ شَیْئٌ وَلٰکِنِ ابْتَعْ عَلَیَّ فَاِذَا جَاءَنَا شَیْئٌ قَضَیْنَاہُ فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ مَا کَلَّفَکَ اللّٰہُ مَالَا تَقْدِرُ عَلَیْہِ فَکَرِہَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذٰلِکَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْفِقْ وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُرِفَ الْبِشْرُ فِیْ وَجْھِہٖ وَقَالَ بِھٰذَا اُمِرْتُ۔

(نشر الطّیب فی ذکر النّبیّ الحبیب بحوالہ شمیم الحبیب
از مفتی الٰہی بخش صاحب۔ شفا قاضی عیاض باب سخاء)

ترمذی نے روایت کیا ہے کہ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ۹۰ ہزار درھم آئے ان کو

ایک چٹائی پر ڈھیر کر دیا گیا حضورؐ ان کو تقسیم کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اور انہیں بانٹنا شروع کیا۔ پھر جس نے جو مانگا اسے دے دیا اور جب آپ سب کچھ تقسیم کر چکے تو ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا مجھے بھی کچھ عنایت ہو۔ آپؐ نے فرمایا اب تو جو کچھ تھا تقسیم ہو چکا ہاں تم یہ کرو کہ جو ضرورت ہے اُدھار لے لو یہ قرض ہمارے پر رہا جونہی اللہ نے اور بھیجا ہم قرض چکا دیں گے۔ حضرت عمرؓ بھی وہاں تھے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جو چیز آپؐ کے پاس دینے کو نہیں اس کا ذمہ دار تو خدا نے آپؐ کو نہیں بنایا۔ حضورؐ کو حضرت عمرؓ کی یہ بات ناگوار گزری چہرہ متغیّر ہو گیا۔ اس پر ایک انصاری نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بے دریغ خرچ کریں اور مالکِ عرش کی عنایات کے کم ہونے سے کچھ خوف نہ کریں وہ کبھی آپؐ پر کم نہیں ہوں گی۔ حضورؐ ان کی یہ بات سُنکر مُسکرا دئے چہرہ مبارک پر بشاشت نمایاں ہو گئی اور فرمایا کہ ٹھیک کہتے ہو مجھے خدا نے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔

۵

عجیب شان ہے میرے آقا کی کہ بعض دفعہ ایک دن میں تھوڑے سے وقت میں اتنی دولت تقسیم کر دیتے تھے کہ خاندانوں کے خاندان امیر ہو جاتے ہیں اور پھر بے نیاز گھر لوٹتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ بھوک لگی ہے کچھ کھانے کو ہے تو جواب ملتا ہے سوائے کھجور اور پانی کے کچھ نہیں اور بعض دفعہ یہ جواب ملتا ہے کہ آج تو گھر میں کھجور بھی کھانے کو نہیں۔ الحمد للہ پڑھتے ہیں اور بھوکے سو جاتے ہیں۔ گھر میں کئی کئی دن آگ نہیں جلتی۔ ایک دن پکا ہوا کھانا گھر میں تحفہ آتا ہے تناول فرماتے ہیں اور پھر کہتے ہیں " الحمد لله - ما دخل فی بطنی طعامٌ سخن منذ کذا و کذا "۔ الحمد للہ کتنے ہی دن ہو گئے تھے کہ میرے پیٹ میں پکا ہوا گرم کھانا نہیں پڑا تھا ہمیشہ یہ دعا کرتے ہیں کہ اللّٰھم احینی مسکیناً و امتنی مسکیناً واحشرنی فی زمرۃ المساکین اے اللہ مجھے ہمیشہ مسکینی کی حالت میں زندہ رکھنا مسکینی کی حالت میں ہی وفات دینا اور قیامت کے روز مجھے مسکینوں میں شامل کر کے اُٹھانا۔

ایسے نظارے تو دُنیا نے آج تک کہیں نہیں دیکھے۔ آپؐ کی سخاوت میں بھی ایک شان تھی آپؐ کے زُہد میں بھی ایک شان تھی۔

بعض لوگوں کے ذہن میں زُہد کا ایک غلط تصوّر ہوتا ہے آپؐ نے اُس غلط تصوّر کو بھی دُور کیا اور فرمایا :-

لَيْسَ الزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا بِتَحْرِيمِ الْحَلَالِ وَلَا فِي إِضَاعَةِ الْمَالِ وَلٰكِنِ الزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا أَنْ لَا تَكُونَ بِمَا فِي يَدَيْكَ أَوْثَقَ مِنْكَ بِمَا فِي يَدِ اللّٰهِ۔ (ابن ماجہ کتاب الزہد حدیث نمبر ۴۱۰۰ روایت ابوذر غفاری)

فرمایا: دُنیا میں زاہدانہ زندگی بسر کرنا اس چیز کا نام نہیں کہ اللہ نے جو چیزیں تم پر حلال کی ہیں انہیں تم اپنے پر حرام کر لو اور نہ ہی زُہد اس چیز کا نام ہے کہ جو مال خدا نے تمہیں دیا ہے اُسے تم تلف کر دو اور اس کو خدا کے بتائے ہوئے طریق پر اللہ کی راہ میں نیز اپنے پر اور دوسروں پر خرچ نہ کرو بلکہ دُنیا میں زاہدانہ زندگی بسر کرنا تو اس چیز کا نام ہے کہ جو کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے (یعنی اللہ کی رضا اور آخرت کا اجر) وہ تمہارے لئے بہ نسبت اُس (مال) سے جو تمہارے ہاتھ میں ہے تمہارے لئے کہیں زیادہ قابلِ اعتماد ہو یعنی تمہارا بھروسہ۔ تمہارا سہارا۔ تمہاری توجہ کا مرکز اللہ کی ذات ہو نہ کہ یہ دُنیا۔

اِسی طرح حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

يَا عَبْدَ اللّٰهِ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ كَأَنَّكَ عَابِرُ سَبِيلٍ وَعُدَّ نَفْسَكَ فِي أَهْلِ الْقُبُورِ۔

اے عبداللہ دُنیا میں اِس طرح زندگی بسر کر جیسے تو دُنیا میں کوئی اجنبی یا کوئی مسافر ہو۔ دُنیا کے ساتھ اپنا دل نہ لگانا اور اِس دُنیا میں رہتے ہوئے بھی اپنے آپ کو جیتے جی ان لوگوں میں شمار کرنا جو فوت ہو کر دفن ہو گئے اور اپنے مولیٰ سے جا ملے۔

یہی زُہد کا وہ صحیح تصور ہے جو آپؐ نے صحابہؓ کو دیا اور جس کے مطابق اپنی تمام زندگی گزاری۔ خدا کی نعمتوں میں سے اچھے سے اچھا کھایا بھی۔ اچھے سے اچھا پہنا بھی لیکن ان چیزوں سے دل نہیں لگایا اپنے مولیٰ سے دل لگایا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے آپؐ کی زندگی کا خلاصہ اِس فقرہ میں بیان فرما دیا ہے:

" اس دن سے جو ظہور فرمایا تا اُس دن تک جو اپنے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے بجز اپنے مولیٰ کریم کے کسی کو کچھ چیز نہ سمجھا۔"

(۶)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ وبْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي سِمَاكٌ الْحَنَفِيُّ أَبُو زُمَيْلٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ

بْنُ الْعَبَّاسِ حَدَّثَنِیْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ عَلٰی حَصِیْرٍ۔ قَالَ: فَجَلَسْتُ فَاِذَا عَلَیْہِ اِزَارُہٗ وَلَیْسَ عَلَیْہِ غَیْرُہٗ۔ وَاِذَا الْحَصِیْرُ قَدْ اَثَّرَ فِیْ جَنْبِہٖ وَاِذَا اَنَا بِقَبْضَۃٍ مِنْ شَعِیْرٍ نَحْوِ الصَّاعِ وَقَرَظٍ فِیْ نَاحِیَۃٍ فِی الْغُرْفَۃِ وَاِذَا اِھَابٌ مُعَلَّقٌ فَابْتَدَرَتْ عَیْنَایَ فَقَالَ: مَا یُبْکِیْکَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ! فَقُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَمَالِیْ لَا اَبْکِیْ؟ وَھٰذَا الْحَصِیْرُ قَدْ اَثَّرَ فِیْ جَنْبِکَ۔ وَھٰذِہٖ خِزَانَتُکَ لَا اَرٰی فِیْھَا اِلَّا مَا اَرٰی۔ وَذٰلِکَ کِسْرٰی وَقَیْصَرُ فِی الثِّمَارِ وَالْاَنْھَارِ۔ وَاَنْتَ نَبِیُّ اللّٰہِ وَصَفْوَتُہٗ، وَھٰذِہٖ خِزَانَتُکَ قَالَ: "یَا ابْنَ الْخَطَّابِ اَلَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ لَنَا الْاٰخِرَۃُ وَلَھُمُ الدُّنْیَا۔" قُلْتُ: بَلٰی۔ (ابن ماجہ کتاب الزہد حدیث نمبر ۴۱۵۳)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضورؐ کے حجرہ میں حاضر ہوُا حضورؐ ایک چٹائی پر تشریف فرما تھے مَیں بھی اُس چٹائی پر بیٹھ گیا اُس چٹائی پر صرف ایک چادر پڑی تھی اور اس کے علاوہ گدّا وغیرہ میں سے اس پر کچھ نہیں تھا اور مَیں نے دیکھا کہ حضورؐ کے جسدِ مبارک پر اُس چٹائی پر لیٹنے کی وجہ سے اس کے نشان پڑ گئے تھے۔ پھر میری نگاہ حضورؐ کے کمرہ پر پڑی تو مجھے اُس چٹائی کے علاوہ وہاں صرف یہ چیزیں نظر آئیں۔ ایک طرف ایک صاع (دو کلو) کے برابر کچھ جَو پڑے تھے اور کمرہ کے ایک کونہ میں ایک درخت کے کچھ پتّے جن سے جانوروں کی کھالوں کو رنگا جاتا تھا وہ پڑے تھے اور ایک تازہ کھال جسے ابھی رنگ کر تیار نہیں کیا گیا تھا وہ لٹک رہی تھی۔ یہ دیکھ کر بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ حضورؐ نے اِس حالت میں مجھے دیکھا تو فرمایا کہ اے ابن الخطاب تجھے رونا کیوں آگیا۔ مَیں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبیؐ مَیں کیوں نہ روؤں یہ چٹائی آپؐ کا بستر ہے اور آپؐ کے جسم پر اس کے نشان پڑ گئے ہیں اور آپؐ کی ساری دولت بس یہی ہے کچھ جَو کچھ پتّے اور ایک غیر تیار شدہ کھال جو مجھے اِس کمرہ میں نظر آرہی ہے۔ یہ آپؐ کی حالت ہے اور اُدھر قیصر و کسریٰ ہیں کہ دولت میں لوٹ رہے ہیں۔ باغوں کے مالک ہیں۔ دریاؤں پر قابض ہیں اور آپؐ تو اللہ جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے اُس کے نبی ہیں۔ اس کے برگزیدہ ہیں اور اُس کی نگاہ میں سب سے بڑھ کر ہیں اور اس کے باوجود آپؐ کی ساری دنیوی دولت بس یہی کچھ ہے جو اِس کمرہ میں ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں جب

حضورؐ نے میری یہ بات سُنی تو فرمایا کہ اے ابن الخطاب کیا تجھے یہ بات پسند نہیں کہ قیصر و کسریٰ کو اِس دُنیا کی دولتیں دے دی جائیں اور ہمیں آخرت کی نعمتوں سے مالا مال کر دیا جائے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں یا رسول اللہ۔

(۷)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ لَمْ یَمْتَلِیْٔ جَوْفُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شِبْعًا قَطُّ وَلَمْ یَبُثَّ شَکْوٰی اِلٰی اَحَدٍ وَکَانَتِ الْفَاقَةُ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنَ الْغِنٰی وَاِنْ کَانَ لَیَظَلُّ جَائِعًا یَلْتَوِیْ طُوْلَ لَیْلَتِہٖ مِنَ الْجُوْعِ فَلَا یَمْنَعُہٗ صِیَامَ یَوْمِہٖ وَلَوْ شَاءَ سَاَلَ رَبَّہٗ جَمِیْعَ کُنُوْزِ الْاَرْضِ وَثِمَارِھَا وَرَغَدَ عَیْشِھَا وَلَقَدْ کُنْتُ اَبْکِیْ لَہٗ رَحْمَةً مِمَّا اَرٰی بِہٖ وَاَمْسَحُ بِیَدِیْ عَلٰی بَطْنِہٖ مِمَّا بِہٖ مِنَ الْجُوْعِ وَاَقُوْلُ نَفْسِیْ لَکَ الْفِدَاءُ لَوْ تَبَلَّغْتَ مِنَ الدُّنْیَا بِمَا یَقُوْتُکَ فَیَقُوْلُ یَا عَائِشَةُ مَالِیْ وَلِلدُّنْیَا اِخْوَانِیْ مِنْ اُوْلِی الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ صَبَرُوْا عَلٰی مَا اَشَدَّ مِنْ ھٰذَا فَمَضَوْا عَلٰی حَالِھِمْ فَقَدِمُوْا عَلٰی رَبِّھِمْ فَاَکْرَمَ مَاٰبَھُمْ وَاَجْزَلَ ثَوَابَھُمْ فَاَجِدُنِیْ اَسْتَحْیِیْ اِنْ تَرَفَّھْتُ فِیْ مَعِیْشَتِیْ اَنْ یُّقَصَّرَ بِیْ غَدًا دُوْنَھُمْ وَمَا مِنْ شَیْءٍ ھُوَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ اللُّحُوْقِ بِاِخْوَانِیْ وَاَخِلَّائِیْ قَالَتْ فَمَا اَقَامَ بَعْدُ اِلَّا شَھْرًا حَتّٰی تُوُفِّیَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(الشفاء۔ قاضی عیاض۔ زھدہٗ صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا لیکن اس کی شکایت یا اس کا اظہار کبھی کسی سے نہیں کیا۔ آپؐ کو فاقہ سے رہ کر زندگی بسر کرنا اس بات سے کہیں زیادہ محبوب تھا کہ آپؐ اپنے لئے بہت سامان جمع کر لیں اور تعیّش کی زندگی بسر کریں اور آپؐ کی زندگی میں کئی ایسے دن بھی آئے کہ آپؐ دن بھر فاقہ سے رہے اور تمام رات بھوک سے کروٹیں بدلتے رہے لیکن اس حالت میں بھی اگر آپؐ کو اگلے دن روزہ رکھنا ہوتا تو ضرور رکھتے۔ اور اگر آپؐ چاہتے تو زمین کے سارے خزائن اپنے لئے اپنے مولیٰ سے مانگ

لیتے اور زمین کی ساری دولتیں اور سارے پھل اپنے مولیٰ سے اپنے لئے لیتے اور وہ ضرور یہ سب کچھ آپ کو دے دیتا اور میری یہ حالت تھی کہ میں آپ کی وجہ سے بہت تکلیف محسوس کرتی تھی اور آپ سے تعلق اور محبّت کی وجہ سے مجھ سے آپ کی حالت نہ دیکھی جاتی تھی اور میں روتی تھی۔

اور جب حضورؐ لیٹے ہوتے اور بھوک کی شدّت سے تکلیف محسوس کر رہے ہوتے تھے تو میں اپنے ہاتھ حضورؐ کے بطنِ مبارک پر پھیرتی تھی کہ شاید حضورؐ کی تکلیف اس سے دُور ہو اور میں آپؐ سے کہتی تھی کہ میری جان آپؐ پر قربان! کیوں نہ آپؐ نے دُنیا کے اموال سے اپنے لئے کچھ رکھ لیا کہ آپؐ ان فاقوں سے بچ جاتے۔ تو آپؐ جواب دیتے اے عائشہؓ میرا دُنیا سے کیا تعلق۔

میرے بھائیوں خدا کے اولوالعزم رسولوں پر اس سے بھی زیادہ سخت حالات گزرے اور انہوں نے صبر کیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے اور اپنے رب کے حضور میں حاضر ہوئے اور اللہ نے ان کا اپنے حضور لَوٹنا بہت ہی باعزّت بنا دیا اور ان کی تکریم کی اور ان کو بہترین اجر سے نوازا۔ اور میں اپنے میں اس بات سے بہت شرم محسوس کرتا ہوں کہ آج اِس دُنیا میں آرام اور استراحت کی زندگی بسر کروں اور کل خدا کے حضور میں مجھے میرے بھائیوں سے پیچھے چھوڑ دیا جائے اور مجھے اس سے زیادہ اَور کوئی چیز محبوب نہیں کہ میں مرنے کے بعد اپنے بھائیوں اور اپنے دوستوں سے جا ملوں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد حضورؐ صرف ایک ماہ زندہ رہ کر فوت ہو گئے۔

اللّٰھم صلّ وبارك علیٰ محمّد وعلیٰ آل محمّد وبارك وسلم

زعماء و ناظمین کرام انصاراللہ سے ضروری گذارش

وقفِ جدید کا سال ختم ہونے کو ہے چندہ وقفِ جدید کی وصولی میں ابھی کافی کمی ہے تمام زعماء اور ناظمینِ کرام انصاراللہ کو وصولی کی مہم تیز کر دینی چاہیئے۔ دفتر وقفِ جدید کی طرف سے ۲۹ نومبر سے ہفتہ وقفِ جدید منایا جا رہا ہے۔ ان ایّام میں وصولی کی بھرپور کوشش فرمائیں۔

(قائد وقفِ جدید انصاراللہ مرکزیہ)

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

نبوّت ۱۳۶۵ ہش

نومبر ۱۹۸۶ء

★

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

★

مدیرانِ اعزازی

- ملک صلاح الدین صاحب بھارت
- مبارک احمد صاحب ساقی لندن
- کمال یوسف صاحب سیکنڈے نیویا

★

شر: چوہدری محمد ابراہیم

نٹر: قاضی منیر احمد

طبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

قامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

تابت: حمید الدین

فہرست

اداریہ	ص۲
خلاصہ خطبات حضرت امام جماعتِ احمدیہ	5
درسِ حدیث	۱۷
نظم	۲۸
وہ پیشوا ہمارا	۳۰
شذرات	۳۵
حضرت بابو قاسم الدین صاحب	۴۰

★

جلد نمبر ۲۷

شمارہ نمبر ۱۱

★

شرح چندہ

پاکستان		بیس روپے سالانہ
امریکہ، کینیڈا	بذریعہ ہوائی ڈاک:	پندرہ ڈالر 〃
جزائر فجی	〃 بحری 〃 :	آٹھ 〃 〃
دیگر ممالک	〃 ہوائی 〃 :	چھ پونڈ 〃
	〃 بحری 〃 :	تین پونڈ 〃

قیمت فی پرچہ: ۲ دو روپے

ہم ترے آستاں سے ہو آئے

(محترم مولانا محمد شفیع اشرف صاحب)

ہم ترے آستاں سے ہو آئے　　کعبۂ عاشقاں سے ہو آئے
رشکِ کوئے جناں سے ہو آئے　　اِک نئے آسماں سے ہو آئے
ہم ترے آستاں سے ہو آئے

غمزہ ہائے جمال کی کرنیں　　جلوہ ہائے جلال کی شمعیں
وعدہ ہائے وصال کی رمزیں　　اِک نئی شان کے نشاں پائے
ہم ترے آستاں سے ہو آئے

خُم بہ خُم وصل کی شراب ملی　　چشمِ ساقی نے اِنتہا کر دی
دیدہ و دِل کی تشنگی تو بجھی　　اِک نئی آگ بھی لگا لائے
ہم ترے آستاں سے ہو آئے

کِس قدر تُو نے حوصلہ بخشا　　کِتنی بے تابیوں کو چین آیا
بڑھ گیا جذبۂ یقین و وفا　　یاس و حرماں کے چھٹ گئے سائے
ہم ترے آستاں سے ہو آئے

تِرے ارشاد پہ تھے ہم پہنچے　　تیرے ارشاد پر چلے آئے
دِل تھا مجبور۔ اُس کو کیا کہتے　　تیرے قدموں میں اُس کو چھوڑ آئے
ہم ترے آستاں سے ہو آئے

تیرے لُطفِ عمیم کی سَوگند　　تیرے عزمِ صمیم کی سَوگند
تیرے رَبِّ کریم کی سَوگند　　جان حاضر ہے تُو جو فرمائے
ہم ترے آستاں سے ہو آئے

سُن کے تیرے پیار کا پیغام　　ناز کرتے ہیں سب ترے خدّام
کہہ رہے ہیں بصد خلوص سلام　　آرزوؤں کے ہاتھ پھیلائے
ہم ترے آستاں سے ہو آئے

اب ہوں مَیں اور ترا حسین خیال　　دل کی دُنیا ہے اس سے مالامال
کُلفتِ ہجر میں ہے کیفِ وصال　　ذکر تیرا دِلوں کو گرمائے
ہم ترے آستاں سے ہو آئے

حُسن تیرا سَدا دمکتا رہے　　عِشق اپنا سَدا چمکتا رہے
دِل بہلتا رہے، چہکتا رہے　　ہم گئے تھے تو تُو بھی آجائے
ہم ترے آستاں سے ہو آئے
ہم ترے آستاں سے ہو آئے

وُہ پیشوا ہمارا

(مکرم محمود مجیب اصغر صاحب)

محمدؐ رسول اللہ جو سب نبیوں کے جامع اور تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کر آئے جن کا زمانۂ نبوت آدمؑ سے لے کر قیامت تک ممتد ہے۔ انبیاء اوّلین جن کے استقبال کے لئے اپنی اپنی قوموں کو تیار کرنے کے لئے آئے اعلیٰ ترین اخلاق کے حامل اور مقامِ محمود پر فائز ہیں۔

محمدؐ رسول اللہ جو ایک درد بھرا دِل لے کر آئے جن کی شفقت کا دامن اپنوں سے بیگانوں تک ہی نہیں بلکہ اشد ترین دشمنوں تک پھیلا ہؤا نظر آتا ہے حیوان اور نباتات بھی جن کی شفقت و رحمت سے محروم نہ رہے۔ جن کی محبت نے نفرتوں کو جیتا۔ طائف کے بازاروں میں پتھراؤ کرنے والوں اور اس مبارک جسم کو لہولہان کرنے والوں کو اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کہ وہ ناسمجھ ہیں) جیسی دعائیں دیں چشمِ فلک نے اس سے اعلیٰ اخلاق نہ کبھی دیکھے اور نہ مشاہدہ کئے۔ مکہ کی تیرہ سالہ زندگی ظلم سہنے اور ظالموں کے لئے ہدایت کی تڑپ سے بھری ہوئی زندگی ہے اور دس سالہ مدنی زندگی اسلام کے پودے کی حفاظت کے لئے اپنے خون سے آبیاری اور نہایت اولوالعزمی کے ساتھ ساری دُنیا میں پیغامِ حق پہنچانے کی زندگی ہے۔

اپنوں اور بیگانوں نے اس عظیم ترین انسان کی سیرت کو قلمبند کیا اور آسمانوں کے خدا نے بھی اس بزرگ ترین نبیؐ کی عظمتوں کا مشاہدہ کیا اور اس مقدس وجود کی سیرت قرآن کریم میں محفوظ فرمائی تاکہ قیامت تک پیدا ہونے والے غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مطالعہ سے سرور حاصل کرتے رہیں اور اس عظیم المرتبت نبیؐ کا اُسوہ اختیار کرتے رہیں۔

ذیل میں قرآن کریم کی چند آیات پیش کی جاتی ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بینظیر ہستی کو DEFINE کرتی ہیں کیونکہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ

بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ (انفال: ۲۵) (یعنی اور جان لو کہ اللہ انسان اور اس کے دل میں حائل ہے) اِس لئے اللہ تعالیٰ سے زیادہ محمد رسول اللہ کی دِلی کیفیت کو کوئی بہتر نہیں جان سکتا تھا۔

درد بھرا دِل رکھنے والا وجود

فرمایا: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ (التوبہ: ۱۲۸)

(اے مومنو!) تمہارے پاس تمہاری ہی قوم کا ایک فرد رسول ہو کر آیا ہے تمہارا تکلیف میں پڑنا اس پر شاق گذرتا ہے اور وہ تمہارے لئے خیر کا بہت بھوکا ہے اور مومنوں کے ساتھ محبت کرنے والا (اور) بہت کرم کرنے والا ہے۔

مجسّم رحمت و شفقت

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ۔ (آلِ عمران:)

اور تو اُس عظیم رحمت کی وجہ سے (ہی) جو اللہ کی طرف سے (تجھے دی گئی) ہے ان کے لئے نرم واقع ہؤا ہے اور اگر تُو بداخلاق اور سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے گرد سے تتّر بتّر ہو جاتے۔

اعلیٰ ترین اخلاق کا حامل

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم: ۵) (اور تو ایک بزرگ خُلق پر قائم ہے) یعنی "تمام قسمیں اخلاق کی سخاوت، شجاعت، عدل، رحم، احسان، صدق، حوصلہ وغیرہ تجھ میں جمع ہیں"۔
(اسلامی اصول کی فلاسفی)

عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (بنی اسرائیل: ۸۰) (بالکل متوقع ہے کہ تیرا رب تجھے حمد والے مقام پر کھڑا کر دے) اِسی لئے بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

تَمَّتْ عَلَيْهِ صِفَاتُ كُلِّ مَزِيَّةٍ خُتِمَتْ بِهٖ نَعْمَاءُ كُلِّ زَمَانٖ (ہر قسم کی فضیلت کی صفات آپؐ میں علیٰ وجہ الاتم موجود ہیں اور ہر زمانے کی نعمت آپؐ کی ذات پر ختم ہے۔

اپنی قوم کا ہمدرد و غمخوار

فرمایا: وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى (الضحیٰ: ۸) اور (جب) اس نے تجھے (اپنی قوم کی محبت میں) سرشار دیکھا تو (اُن کی اصلاح کا) صحیح راستہ تجھے بتا دیا۔

فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ (فاطر: ۹) پس تیری جان اُن کی وجہ سے حسرت و غم کے باعث ہلاک نہ ہو جائے۔

صادق و امین اور اولوالعزم وجود

اِس کا اظہار اللہ تعالیٰ اِس آیت میں فرماتا ہے۔ فرمایا:-

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔

(الاحزاب: ۷۳)

ہم نے کامل امانت (یعنی شریعت) کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تھا لیکن اس کے اُٹھانے سے انہوں نے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے لیکن انسان نے اس کو اُٹھا لیا وہ یقیناً بہت ظلم کرنے والا (اور) عواقب سے بے پرواہ تھا۔

یہاں انسان سے مراد "انسانِ کامل" یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ظلوماً (ظالم سے مبالغہ کا صیغہ) سے مراد ایک ایسا بوجھ اُٹھانے والا ہے جو اس کی طاقت یا استعداد سے باہر ہو۔ آیت سے مراد یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ہی ایسے انسانِ کامل نظر آئے جو اس عظیم ذمہ داری کو جو انسان کی طاقت سے بالا ہے تیار ہو گئے۔ غالباً اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا کا یہ انگریزی ترجمہ زیادہ بہتر مفہوم ادا کرتا ہے:

HE IS CAPABLE OF BIENG UNJUST TO AND NEGLECTFUL OF, HIMSELF.

لِلّٰهِ دَرُّكَ يَا اِمَامَ الْعَالَمِ ۔ اَنْتَ السَّبُوْقُ وَسَيِّدُ الشُّجْعَانِ

آفریں اے مقتدائے عالم! تو سب سے آگے بڑھا ہوا اور تمام بہادروں کا سردار ہے۔

حقیقی شجاعت کا علمبردار اور دشمنوں سے حُسن سلوک کرنیوالی عظیم ہستی

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَا تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِىْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِىٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝

(حٰمٓ السجدة : ۳۴ تا ۳۶)

اور اس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہوگی جو کہ اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے اور اپنے ایمان کے مطابق عمل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوسکتی اور تو برائی کا جواب نہایت نیک سلوک سے دے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے اور تیرے درمیان عداوت پائی جاتی ہے وہ تیرے حُسنِ سلوک کو دیکھ کر ایک گرم جوش دوست بن جائے گا اور (باوجود ظلموں کے سہنے کے) اس (قسم کے سلوک) کی توفیق صرف انہی کو ملتی ہے جو بڑے صبر کرنے والے ہیں یا پھر ان کو ملتی ہے جن کو (خدا کی طرف سے نیکی کا) ایک بہت بڑا حصّہ ملا ہو۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ کیا خوب فرماتے ہیں :۔

يَا بَدْرَنَا يَا اٰيَةَ الرَّحْمٰنِ اَهْدَى الْهُدَاةِ وَاَشْجَعَ الشُّجْعَانِ
اِنِّىْ اَرٰى فِىْ وَجْهِكَ الْمُتَهَلِّلِ شَاْنًا يَّفُوْقُ شَمَائِلَ الْاِنْسَانِ

اے ہمارے چودھویں کے چاند اے خدائے رحمٰن کے نشان اے سب ہادیوں سے بڑے ہادی اور سب بہادروں سے بڑے بہادر میں تیرے خنداں و درخشاں چہرے میں ایک ایسی شان دیکھتا ہوں جو انسانی شمائل پر فوقیت رکھتی ہے۔

اصلاحِ خلق کی تڑپ رکھنے والا وجود

بنی نوعِ انسان کی اصلاح کی جو تڑپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تھی اس کی نشان دہی ان آیاتِ قرآنی سے ہوتی ہے۔ فرمایا:۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا۔

(الکہف : ۷)

(کیا) اگر وہ اس عظیم الشان کلام پر ایمان نہ لائیں تو تُو اُن کے غم میں شدتِ افسوس کی وجہ سے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ (الشعراء: ۴)

شاید تُو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے گا کہ وہ کیوں نہیں مومن ہوتے۔

آنحضرتؐ کے دل میں اصلاحِ خلق کے لئے جو تڑپ تھی اس کا اندازہ اِس واقعہ سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مہم پر جاتے ہوئے حضرت علیؓ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضورؐ کے لئے واپسی پر کیا تحفہ لاؤں۔ حضورؐ نے فرمایا اے علی! اگر تم سَو سُرخ اُونٹ سونے چاندی سے لدے ہوئے بھی لائے تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوگی جتنی کہ مجھے اس وقت خوشی ہوگی اگر تم ایک آدمی کو بھی مسلمان بنا کر لانے میں کامیاب ہوئے تو۔

حرفِ آخر

متذکرہ بالا خوبیوں کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محمد رسول اللہ اتنی عظیم شان کا نبی ہے کہ خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں اور مومنوں کو بھی حکم دیا کہ اس پر درود بھیجو اور اس کے قدموں پر چلنے کی کوشش کرو۔ فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (الاحزاب: ۵۷)

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ (الاحزاب: ۲۲)

اللہ یقیناً اِس نبی پر اپنی رحمت نازل کر رہا ہے اور اس کے فرشتے بھی یقیناً اس کے لئے دعائیں کر رہے ہیں (پس) اے مومنو! تم بھی اس نبی پر درود بھیجتے اور ان کے لئے دعائیں کرتے رہا کرو اور خوب جوش وخروش سے ان کے لئے سلامتی مانگتے رہا کرو۔ اللہ کے اِس رسول میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے جس کی مومنوں کو پیروی کرنی چاہیئے۔

يَا رَبِّ صَلِّ عَلٰى نَبِيِّكَ دَائِمًا

فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا وَبَعْثٍ ثَانِ

شذرات

جس کا کام ....

روزنامہ نوائے وقت اپنے اداریہ " اسلام کا نفاذ ـــــ عملی پہلو " میں رقمطراز ہے :-

" سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب ساڑھے آٹھ برس تک جناب صدر خود چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے ملک کے سیاہ وسفید کے مالک رہے اور اسلامائزیشن کا نعرہ بھی انہوں نے اقتدار سنبھالتے ہوئے لگا دیا تھا تو پھر عملی اقدامات کے لئے ان کا راستہ کس نے روکا۔ جب ان کے ادنیٰ سے اشارے پر وزارتِ قانون ہر قسم کے آرڈیننس تیار کرنے کی فیکٹری میں بدل گئی تھی تو پھر قوانین کو اسلامی رنگ ڈھنگ دینے کا ٹاسک اس وزارت کو کیوں نہ سونپا جا سکا۔ کیا یہ پنڈورا باکس صرف سول حکومت کے دَور میں کھولنے کے لئے محفوظ رکھا گیا تھا۔

..... افسوسناک امر یہ ہے کہ اس دستوری اہتمام کے باوجود قوانین کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کا کام نہ تو شروع کیا گیا اور نہ پاکستانی معاشرہ اسلامی رنگ میں رنگا جا سکا۔ مسٹر بھٹو نے تحریک نظامِ مصطفیٰؐ کے دباؤ کے تحت شراب پر بندش عائد کرنے اور اتوار کے بجائے جمعہ کی ہفتہ وار تعطیل کا اعلان کیا۔ جنرل ضیاء الحق کے مارشل لائی دَور میں یہ عمل قدرے آگے بڑھا لیکن جس گرجدار آواز سے اسلام کا نام لیا گیا اس کے مطابق اس کے نفاذ کا عمل مکمل نہ کیا گیا تاہم زکوٰۃ، عشر کا نظام، قاضی کورٹس کا قیام، قانونِ شہادت میں ترمیم، قصاص اور دیت کا قانون، وفاقی شرعی عدالت کی تشکیل جیسے اقدامات ضرور کئے گئے اور بلاسُودی نظام کا اجراء کیا گیا۔ حدود آرڈیننس کا نفاذ بھی عمل میں آیا گنتی کے اعتبار سے یہ بھاری اقدامات تھے لیکن ایک کلّی مسئلے کے حل کے لئے ان کی اثر انگیزی صفر رہی کیونکہ سُود کی جگہ اس سے ملتا جُلتا نظام مارک اَپ نافذ کر دیا گیا، حدود آرڈیننس نے پولیس کی رشوت میں گرم بازاری پیدا کی اور ایسی بدعنوانیاں سامنے آئیں کہ عدلیہ کے معزّز ارکان نجی محفلوں میں پریشانی کا اظہار کرتے نظر آئے۔ زکوٰۃ اور عشر کے نفاذ کے سلسلے میں ایک فرقے کو مستثنیٰ قرار دے کر

باقی فرقوں کو بھی اپنے اپنے فروعی اصولوں پر ڈٹ جانے کے لئے انگیخت کیا گیا۔ اگرچہ ریفرنڈم میں کئے گئے وعدے کے مطابق جناب صدر اسلامائزیشن کی تکمیل کے لئے پوری قوم (کم ازکم جو پولنگ سٹیشنوں پر پہنچی) کے سامنے پابند ہیں لیکن اگر موجودہ شریعت بل کے ذریعے وہ اس عہد اور عزم کی تکمیل چاہتے ہیں تو ہم افسوس کے ساتھ عرض کریں گے کہ اس بل پر اجماع اُمت نظر نہیں آتا۔ ایک طرف حکمران مسلم لیگ اپنی وجوہ کی بناء پر اسے ٹال رہی ہے، پیر پگاڑا اسے فرقہ پرستی کا شاخسانہ قرار دے چکے ہیں، بعض مذہبی طبقات اسے منصورہ برانڈ اسلام کا نام دیتے ہیں"۔ (نوائے وقت لاہور ۱۵ر اکتوبر ۱۹۸۶ء)

"کوّا حلال ہے یا حرام ہے"

عطاء الحق قاسمی زیرعنوان "مسلمان ہونا ڈاکٹر این میری شمل کا!" تحریر فرماتے ہیں:۔

"ڈاکٹر شمل کے اسلام قبول کرنے پر ہم اتنے ایکسائیٹڈ ہوئے کہ بعض انتہائی اہم اور بنیادی نوعیت کی باتیں اَن کہی رہ گئیں۔ دراصل یہ کچھ باتیں تھیں جو ہم ان سے پوچھنا چاہتے تھے۔ مثلاً یہ کہ آپ کا قبولِ اسلام سر آنکھوں پر مگر یہ بتائیں کہ آپ نے سُنّی مذہب قبول کیا ہے یا شیعہ مذہب؟ اگر آپ سُنّی ہوئی ہیں تو دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث میں سے آپ نے خود کو کس فرقے کے ساتھ منسلک کیا ہے؟ کیا آپ رفع یدین کو جائز سمجھتی ہیں، آمین بالجہر کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، ہر اذان سے پہلے درود پڑھنے کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے، حضورؐ نور تھے کہ بشر تھے، کیا آپ حیات النبیؐ کی قائل ہیں، کیا حضورؐ کو غیب کا علم تھا۔ گیارھویں شریف کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے، کوّا حلال ہے یا حرام ہے؟ نماز پڑھتے وقت ہاتھ سینے پر باندھنے چاہئیں یا پیٹ پر، نیز اِس طرح کے دوسرے تمام مسائل جن کا تعلق پیٹ سے ہے اس کے بارے میں اپنی رائے کا کھل کر اظہار کریں تاکہ آپ کی نجات کے بارے میں علماء کسی حتمی نتیجے پر پہنچ سکیں۔

یہ سوال جو ہم نے ڈاکٹر شمل سے پوچھے ہیں اپنے دوست مولانا فی سبیل اللہ فسادی کے کہنے پر پوچھے ہیں ورنہ ہم جیسے گنہگار مسلمانوں کے لئے محض ڈاکٹر شمل کا قبولِ اسلام ہی کافی اہمیت رکھتا ہے۔ ویسے مولانا فی سبیل اللہ فسادی نے چند تبلیغی کتابیں ہمیں دی ہیں کہ ہم ڈاکٹر شمل تک پہنچا دیں تاکہ ان کی نجاتِ اُخروی کے بارے میں کوئی شک نہ رہے۔ ان میں سے ایک کتاب "محاسن امرود در رد مردود" ہے جس میں امرود کھانے کے بارے میں ہدایات دی گئی ہیں اور مستند حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ امرود کھاتے وقت جو مردود ان ہدایات پر عمل نہیں کرتے حشر میں ان کا انجام وہی ہوگا جو خواجہ

محمد اسلام کی کتاب "مرنے کے بعد کیا ہو گا" میں بیان کیا گیا ہے۔ مولانا فی سبیل اللہ فسادی نے اپنی ایک اور تصنیف ڈاکٹر صاحب کے لئے عنایت کی ہے جس کا نام "ابطال شبیہ فی نار قبیح" ہے مولانا بہت دیر تک ہمیں اس کا موضوع سمجھاتے رہے مگر اس کی نوعیت اتنی عالمانہ ہے کہ یہ موضوع ہماری دسترس سے باہر ہے بس اتنا سمجھ میں آیا کہ اس کا تعلق تصویر کی اشاعت وغیرہ سے ہے۔ مولانا فی سبیل اللہ فسادی نے اپنی ایک اور گراں قدر تصنیف "آلہ مکبر الصوت جبل الموت" بھی ہماری معرفت ڈاکٹر صاحب کے مطالعے کے لئے پیش کی ہے آج ڈاکٹر صاحب لاہور تشریف لانے والی ہیں ہم انشاء اللہ قبولِ اسلام کی خوشی میں مولانا کی علمی تصانیف کا یہ تحفہ ان کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔

(روزنامہ نوائے وقت ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۸۶ء صفحہ ۳)

"شریعتِ محمدی کے مقابلے میں اپنی شریعت لانے کی کوشش کی جا رہی ہے"　　عبدالستار نیازی

" انہوں نے کہا کہ جس طرح مجدّد الف ثانی کے عہد میں دینِ الٰہی پیش کیا گیا تھا آج اسی طرح پاکستان میں شریعتِ محمدی کے مقابلے میں اپنی شریعت اور فقہ حنفی کے مقابلے میں اپنی فقہ لانے کی کوشش کی جا رہی ہے لہٰذا ضرورت اِس امر کی ہے کہ ہم مجدد الف ثانی کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے شریعتِ محمدی اور فقہ حنفی کے خلاف ہونے والی سازشوں کو ناکام بنانے کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔"

(نوائے وقت لاہور ۲ نومبر ۱۹۸۶ء صفحہ ۱)

"کلمہ گو باہم دست و گریباں"

نوائے وقت ۶ نومبر ۱۹۸۶ء ملی ایڈیشن صفحہ ۱ کالم ۴-۲ میں صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی صاحب تحریر کرتے ہیں :-

" لطف کی بات یہ ہے کہ خدا ایک ہے مگر اُمّت ایک دوسرے کی نظر میں کافر و مشرک۔ رسول سراپا رحمت ہیں مگر اُمّتی آپس میں لڑنے مرنے کو آمادہ و مستعد۔ قرآن ایک ہے مگر ماننے والے اُلجھے ہوئے ہیں۔ کعبہ ایک ہے مگر کعبے کی بیٹیاں یعنی مسجدیں محاذِ جنگ بنی ہوئی ہیں۔ کلمہ ایک ہے مگر کلمہ گو باہم دست و گریباں ہیں .....

دُنیا اُمّتِ محمدی کو مسلمان کے طور پر دیکھتی ہے خواہ وہ مسلمان ایران کا شیعہ ہو، پاکستان کا

ادا ریہ

محمدؐ ہست بُرہانِ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم

ویسے تو مہ و سال زمانی لحاظ سے سب ایک سے ہیں البتہ بعض واقعات زمانے کے ان خاکوں میں ایسا ابدی رنگ بھر دیتے ہیں کہ وہ حصہ قابلِ فخر اور قابلِ ستائش ٹھہرتا ہے، دوام کا رنگ اپنا لیتا ہے، مستقبل کے لئے روشنی کا مینار بن جاتا ہے اور خیر القرون کی قبائے زرّیں پہن کر اپنے عکس سے آنے والے زمانوں کو بھی سُنہرا رُوپ عطا کرتا ہے۔

ربیع الاوّل اِس لحاظ سے بہت ہی برکاتِ سماویہ اور فیوضِ روحانیہ کا مورد ہے کہ اس مقدس مہینہ میں کائنات کو اس کا گوہرِ مقصود ملا۔ موجودات کو ان کا جوہرِ محمود ملا۔ انسانیت کو نازشِ سلسلہ ارتقاء نصیب ہوُا اور رُوحانیت کو تابشِ سدرۃ المنتہیٰ حاصل ہوئی۔ اوج و کمال نے اپنی معراج پائی اور رفعتوں کو نئے خطوط ملے۔ ایسا آفتابِ ہدایت طلوع ہوُا کہ جس کی ضیاء پاشی سے تمام عالم منوّر ہو گیا باقی شموس کی روشنیاں اس کے سامنے ماند پڑ گئیں۔ ایک نیا فلکِ رُوحانیت معرضِ وجود میں آیا جس کا ہر جرم روشن ستارہ بن کر چمکا اور سارے عالم میں اپنے آفتاب کی منعکس روشنیاں بکھیرتا چلا گیا۔

مرورِ زمانہ سے حسبِ تقاضائے فطری اس آفتاب کی روشنی مدھم ہونے لگی۔ بالآخر ایک زمانہ آیا کہ صلیب کے مہیب سائے اپنا تسلط جمانے لگے اور یہ اس قدر بڑھے کہ بظاہر امید کی کرن ٹمٹماتی معلوم ہوئی۔ چراغِ سحری بُجھتا محسوس ہوُا کہ ایسے نازک وقت میں ایک سینہ بھر بریاں ہوُا، اپنے اندر آتشِ عشق کا الاؤ روشن کیا۔ اپنے پیارے آفتاب کی شوکتِ رفتہ کو دوبارہ لانے کے سوز کو بھڑکایا اپنے قلبِ صافی کو اس آفتاب کی کرنوں کے لئے آئینہ بنا دیا اور تمام انوارِ محمدیہ کو اپنے اندر جذب کر کے مثلِ ماہتاب دوسری دُنیا کے لئے یہ مشعلِ ہدایت روشن کی ؎

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش ؛ محمد ہست بُرہانِ محمد

کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی معرفت حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کے عاشقوں کی صف میں آجاؤ۔ جُوں جُوں عشق ترقی کرتا جائے گا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کا عرفان حاصل ہوتا چلا جائے گا کیونکہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خراجِ عقیدت صرف اور صرف محمدؐ کے پیارے نام

سُنّی ہو، ہندوستان کا دیوبندی ہو اور سعودی عرب کا اہلحدیث ہو دُنیا کے نقشے اور اقوامِ متحدہ کے دفتر میں یہ ممالک مسلمان سمجھے جاتے ہیں کوئی انہیں مشرک اور کافر، یہودی اور عیسائی ملک نہیں قرار دیتا۔ حج بیت اللہ مسلمان کرتے ہیں کوئی سِکھ ہندو حج کو نہیں جاتا۔ قبلہ رُخ نماز مسلمان پڑھتے ہیں کوئی یہودی اور بدھ نہیں پڑھتا مگر ہم ہیں کہ ابھی ہمارے اندر کفر و اسلام کا معرکہ برپا ہے اگر ہم ایک دوسرے کے فتووں کے مطابق کافر ہیں اور گمراہ، مرتد اور بدعتی مشرک اور گستاخ ہیں تو اس جزیرے کی ضرور نشاندہی کی جائے جہاں مسلمان بستے اور سانس لیتے ہیں۔"

"ایک طرف ختمِ نبوّت کے نعرے لگ رہے ہیں اور دوسری طرف....."

ایم۔ اے۔ کے چوہدری سابق ڈائریکٹر انٹیلی جنس سیارہ ڈائجسٹ ماہِ اکتوبر ۱۹۸۶ء میں انٹرویو دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں:۔

"جب مَیں ۱۹۵۳ء میں یہاں آیا تو ختمِ نبوّت کے سلسلہ میں فسادات ہوئے۔ ٹولنٹن مارکیٹ کے پاس میری ڈیوٹی لگی ہوئی تھی جہاں مَیں ایک خیمے میں رہتا تھا اور جب مزنگ سے انارکلی سے اور لوئر مال سے کوئی جلوس نکلتا تھا تو اس کے پیچھے جاکر اُسے منتشر کر دیا جاتا تھا۔ ابھی یونیورسٹی بند نہیں ہوئی تھی ایک دن چند غنڈے بدمعاش یونیورسٹی کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے اور جیسے ہی لڑکیاں باہر نکلیں انہوں نے ننگے ہو کر وہاں ڈانس کرنا شروع کر دیا۔ مجھے خاصی گھن آئی کہ ایک طرف ختمِ نبوّت کے نعرے لگ رہے ہیں اور دوسری طرف ایسی بیہودہ حرکات۔ مَیں نے ان لڑکوں کو بہت مارا ان میں سے ایک تو بیہوش ہو گیا۔ مَیں نے ٹولنٹن مارکیٹ سے پانی منگوا کر اُسے پلایا اور جب وہ ہوش میں آیا تو اُسے پھر مارا اس پر انہوں نے یہ بات پھیلا دی کہ یہ تو قادیانی ہے اِس لئے لڑکوں کے خلاف کارروائی کی گئی ہے نتیجہ یہ ہوا کہ اسی رات آکر انہوں نے خیمے کو آگ لگا دی۔"

(سیارہ ڈائجسٹ لاہور جلد ۴۳ شمارہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۶ء صـ ۲۲)

"جنرل ضیاء نے اِسلام سے بے وفائی کی ہے"

(احسان الٰہی ظہیر)

"انہوں نے کہا کہ چھ ماہ کے دَوران مَیں نے ملک کے مختلف حصّوں میں ۱۸ جلسے کئے ہیں اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے اور تمام جلسوں میں عوام نے موجودہ شریعت بل کو مسترد کر دیا ہے انہوں نے کہا کہ دُنیا کی کوئی طاقت قرآن و سُنّت کے پرچم کو بلند ہونے سے نہیں روک سکتی۔ انہوں نے

شریعت بل کے حوالے سے کہا کہ حکمران کہتے ہیں کہ جمعیت اہلِ حدیث شریعت بل کی مخالفت کر رہی ہے اور ہمیں دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مخالفت قرآن وسنّت کے مطابق اصولوں کے تحت کی جا رہی ہے اور کسی صورت میں بھی ہم ایسے شریعت بل کو منظور نہیں ہونے دیں گے جو تضاد رکھتا ہو۔ انہوں نے کہا کہ بعض سرکاری مولوی حضرات تو اس بل کو تسلیم کر سکتے ہیں مگر ہم اپنی آواز بلند کر کے جدّوجہد جاری رکھیں گے......

علامہ احسان الٰہی ظہیر نے کہا کہ صدرِ پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے اپنے دورِ حکومت میں اسلام سے بے وفائی کی ہے اور ملک میں گذشتہ ۹ سال سے اسلام کے نام کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جنرل ضیاء الحق نے بعض حدود نافذ کیں لیکن اس کا الٹا اثر ہوُا کہ ملک میں اس دوران غنڈہ گردی، فحاشی، قتلِ عام اور جرائم میں اتنا اضافہ ہوُا ہے کہ اس کی مثال نہیں ملتی......

انہوں نے کہا کہ قومی اسمبلی میں وزیرِ پیداوار نے کہا کہ ۱۹۸۶ء میں ملک میں ریکارڈ شراب تیار ہوئی ہے کہ جس کی ملک کی ۳۹ سالہ تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔

(نوائے وقت لاہور ۸ رنومبر ۱۹۸۶ء ص۱، کالم ۷)

قہرِ الٰہی

جرائم فسادات قتل اور ڈاکے
عزیزو! نشانِ تباہی یہی ہیں
جنہیں تم سمجھتے ہو وقتی حوادث
علاماتِ قہرِ الٰہی یہی ہیں

رئیس امروھوی

(جنگ لاہور ۴ر نومبر ۱۹۸۶ء ص۳)

شراب خانہ خراب

دعوئ اسلام کے اِس دَور میں
بادہ خواری میں اضافہ ہو گیا
دندناتی پھر رہی ہیں مستیاں
جذبۂ دینی ہمارا سو گیا

سلیم تابانی

(روزنامہ مشرق لاہور ص۳)

اُذْکُرُوْا مَوْتٰکُمْ بِالْخَیْرِ

حضرت بابو قاسم الدین صاحبؓ

حضرت بابو قاسم الدین صاحب رفیق حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سابق امیر جماعتِ احمدیہ شہر و ضلع سیالکوٹ کو ۲۷ ستمبر ۱۹۸۶ء فالج کا حملہ ہوا۔ آپ برابر دو ہفتہ مکرم ڈاکٹر تنویر احمد خواجہ صاحب کے زیرِ علاج رہے۔ ان کی اَن تھک کوششوں کے باوجود بحالیٔ صحت کی کوئی صورت نظر نہ آئی اور مورخہ ۱۱؍ اکتوبر ۱۹۸۶ء بروز ہفتہ رات کے آٹھ بجے اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت مرحوم کی عمر ۹۳ سال تھی ؎

بُلانے والا ہے سب سے پیارا ٭ اُسی پہ اے دِل تُو جاں فدا کر

مرحوم نے ۱۹۲۹ء سے وصیت کی ہوئی تھی۔ وفات کی خبر فوری طور پر افرادِ جماعت کو دی گئی۔ دوسرے روز ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۸۶ء بروز اتوار بوقت گیارہ بجے قبل دوپہر مکرم ناصر احمد صاحب پال کے مکان واقع چوک رنگپورہ پر مکرم امیر صاحب جماعتِ مقامی نے مرحوم کی نمازِ جنازہ پڑھائی بہت سے احبابِ جماعت اور کثیر تعداد میں مرحوم کے عزیز رشتہ داروں نے حصہ لیا۔ ازاں بعد ویگن پر تابوت ربوہ لایا گیا۔ اسی روز بعد نماز مغرب محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

مرحوم ۱۹۰۴ء میں جب حضرت مسیح موعود سیالکوٹ تشریف لائے اور لیکچر سیالکوٹ دیا حضور کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ مرحوم نے عرصہ ۲۷ سال بحیثیت امیر جماعتِ احمدیہ سیالکوٹ شہر و ضلع خدمات سرانجام دیں اِسی طرح لمبا عرصہ ناظم انصاراللہ بھی رہے۔ آپ کو لوائے احمدیت بھی ملا ہوا تھا جس کو حضرت بابو قاسم الدین صاحب نے از خود لہرایا۔ مرحوم حسبِ ذیل شعر خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے۔

دُنیا بھی اِک سرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے آخر کو پھر جُدا ہے
شکوہ کی کچھ نہیں جا یہ گھر ہی بے بقا ہے

مرحوم ۱۹۱۸ء میں ضلع کچہری سیالکوٹ ملازم ہوئے۔ باوقار اور دیانتداری کے ساتھ اپنا وقت گزارا۔ ہر اہلکار کیساتھ

اچھا سلوک تھا۔

جلسہ سالانہ قادیان اور ربوہ کے لئے سپیشل ٹرین کا انتظام ماہِ نومبر سے ہی شروع کر دیتے جب تک احکام جاری نہ ہو جاتے لاہور جاتے رہتے تھے تین چار دفعہ ایسا کرنا پڑا اس کے بعد ریلوے انتظامیہ نے حکم جاری کر دیا کہ ہر سال جلسہ سالانہ کے لئے سپیشل ٹرین سیالکوٹ سے روانہ ہوا کرے گی چنانچہ مرحوم کی کوشش سے کئی سال تک ریلوے انتظامیہ کا حکم بحال رہا۔

خاندان حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ بہت محبت اور عقیدت تھی۔ امام وقت کے ساتھ عاشقانہ تعلق رکھتے تھے۔ احمدیت سے والہانہ لگاؤ تھا۔ طبیعت میں عاجزی سادگی اور انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ مہمان نواز ہونے کے علاوہ مہمان کے آرام کا بھی خیال رکھتے تھے۔ غریبوں کی بہت زیادہ امداد کیا کرتے۔ ہر وقت زبان شکرِ الٰہی سے تر رہتی تھی۔ آخری وقت پر بھی زبانِ مبارک پر کلمہ طیبہ کا وِرد جاری تھا۔ تمام عمر پابندِ صوم و صلوٰۃ رہے۔ حضرت امامِ وقت کی طرف سے جو بھی تحریک اُٹھی اس پر مرحوم لبیک کہتے اور مالی قربانیوں میں پیش پیش تھے۔ مرحوم کے اعلیٰ ظرف اور بلند اخلاق کے غیر از جماعت دوست بھی گرویدہ تھے۔ ہر بیمار کی عیادت اور ہر چٹھی کا جواب دینا اپنا اوّلین فرض سمجھتے تھے۔ اپنا ہر طرح کا چندہ وقت پر ہر ماہ ادا کر دیا کرتے تھے آخری وقت تک کی ادائیگی کر چکے ہوئے تھے۔ امامِ وقت کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ آخری وقت تک جاری رکھا۔ حضرت بابو قاسم الدین صاحب کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ خوبی عطا فرمائی ہوئی تھی کہ اپنے اور غیر کے سپرد جو کام کرتے وہ اُسے بخوبی سر انجام دیتا۔

جماعتی خدمات کے صلہ میں اللہ تعالیٰ محترم اباجان کو اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لے۔ بہشتِ بریں میں بلند درجات عطا کرے اور اولاد کو مرحوم کے نقشِ قدم پر رکھے۔ آمین

خدا کی تجھ پہ راحت ہو محمدؐ کی شفاعت ہو
سدا میری دعا یہ ہے تجھے جنّت کی راحت ہو

(شریف احمد ابن حضرت بابو قاسم الدین صاحب سیالکوٹ)

اہالیانِ ربوہ کی خدمت میں ایک ضروری گذارش

اہلِ ربوہ ہر سال جلسہ سالانہ سے قبل ایک پُرزور مہم چلا کر ربوہ کو "غریب دُلہن" کی طرح سجانے کا اہتمام کرتے رہتے ہیں تا رُوحانی صفائی کے ساتھ ساتھ جسمانی صفائی کا بھی انتظام ہو۔ اس مبارک روایت کی افادیت کے پیشِ نظر اس کو زندہ رکھنا ضروری ہے۔ انصار، خدام اور لجنات کی فعال اور مؤثر کارروائی کے لئے حضرت مصلح موعود کا ایک اقتباس ہدیۂ قارئین ہے:۔

"لوگ گلیوں میں گند نہ پھینکیں اور اگر کوئی پھینکے تو سب مل کر اُسے اُٹھائیں تھوڑی سی محنت سے صفائی کی حالت اچھی ہو سکتی ہے ....ہر محلہ کے ممبر ذمہ دار سمجھے جائیں اس محلہ کی صفائی کے۔ پہلے لوگوں کو منع کرو اور سمجھاؤ کہ گلی میں گندگی نہ پھینکیں اور اگر وہ پھر بھی باز نہ آئیں تو پھر خود جا کر اُٹھائیں جب وہ خود اٹھائیں گے تو پھینکنے والوں کو بھی شرم آئے گی اور جب عورتیں دیکھیں گی کہ وہ جو گند گلی میں پھینکتی ہیں وہ ان کے باپ یا بھائی یا بیٹے کو اُٹھانی پڑتی ہے تو وہ سمجھیں گی یہ بُرا کام ہے اور وہ اس سے باز رہیں گی۔ لوگ ....یہ نہیں کرتے کہ چند فٹ کا ایک چھوٹا سا گڑھا گلی میں بنوا لیں اور اس گلی کے سب مکانوں والے اسی میں گندی چیزیں پھینکیں"۔

(مشعلِ راہ صفحہ ۱۵۳، ۱۵۴)

ضمیمہ

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

★★★★★★★★★★★★

نومبر

سنہ ۱۹۸۶ء

عالمگیر سطح پر جماعتی تربیت کا لائحہ عمل

جماعت احمدیہ حقیقی توحید پرست جماعت ہے اسے خود اپنے اندر وحدت کا منظر پیش کرنا چاہیئے

توحید کا عملی تقاضا یہ ہے کہ دنیا بھر کے احمدیوں میں بہر طور کردار کی یکسانیت نظر آئے

آئندہ نسلوں کی تربیت کیلئے موجودہ نسلوں کو سنبھالنا ضروری ہے

اگر موجودہ نسلوں کی تربیت ہو جائے تو ان کی نسلیں خود بخود ٹھیک ہو جائیں گی

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۷ نومبر ۱۹۸۶ء کا خلاصہ

لنڈن: (۷ نبوت ۷ نومبر) آج یہاں بیت الفضل میں نماز جمعہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے پڑھائی اور نماز سے قبل خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا:۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے اپنے حالیہ دورہ جرمنی، بیلجیم اور ہالینڈ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: یہ دورہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی پہلوؤں سے مفید ثابت ہوا ہے۔

بہت سے امور قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے کئی امور قابلِ توجہ تھے جو دور بیٹھے نظر نہیں آتے۔ مگر قریب آنے سے،

(باقی دیکھیں ص ۴ پر)

ضمیمہ

ماہنامہ

انصار اللہ ربوہ

نبوت ۱۳۶۵ ہش

نومبر ۱۹۸۶ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

مدیرانِ اعزازی

- ملک صلاح الدین صاحب بھارت
- مبارک احمد صاحب ساقی لندن
- کمال یوسف صاحب سیکنڈے نیویا

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ دارالصدر جنوبی ربوہ

قیمت -/۱ روپیہ

صحت کی اطلاع

ربوہ: ۱۱ر نبوت / نومبر۔ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

"پیشاب میں انفیکشن کی وجہ سے طبیعت بہت زیادہ ناساز ہے کمزوری بھی بہت ہے"

احباب کرام توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت بیگم صاحبہ کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور برکتوں سے معمور لمبی طویل عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

- مکرم محمد الیاس منیر مربی سلسلہ ساہیوال اور مکرم نعیم الدین صاحب نیز مکرم پروفیسر ناصر احمد صاحب قریشی سکھر اور مکرم رفیع احمد صاحب قریشی سکھر کے لئے احباب خصوصیت کے ساتھ درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں۔

۱۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دیرینہ مخلص خادم محترم مولانا محمد یار عارف صاحب سابق مربی انگلینڈ لاہور میں شدید بیمار ہیں۔ موصوف لاہور میں اپنے فرزند مکرم طاہر عارف صاحب کے گھر پر زیر علاج ہیں حالت پریشان کن ہے۔ احباب کرام سے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے

اطفال آگے آئیں اور وقفِ جدید کا بوجھ اٹھائیں

جماعت احمدیہ کے تیسرے امام سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب فرماتے ہیں۔

"وقفِ جدید کا بوجھ اگر ہمارے بچے اور بچیاں جن کی عمر ۱۵ سال سے کم ہے اٹھالیں تو جماعت کے ارفع مقام کا مظاہرہ بھی ہوگا کہ جماعت کے بچے بھی اس قسم کی قربانیاں دیتے ہیں کہ اس پوری تحریک یعنی وقفِ جدید کا بوجھ انہوں نے اٹھالیا ہے اور خود ان کے لئے بھی بڑے ثواب کا موجب ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے جو کام انہوں نے آئندہ کرنے ہیں ان کے لئے تربیت کا موقع بھی مل جائے گا"

تمام اطفال و ناصرات حضور کے اس ارشاد کو غور سے پڑھیں اور پہلے سے بڑھ کر اپنی قربانیوں کو پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اموال اور نفوس میں برکت ڈالے۔

(مہتمم اطفال مرکزیہ)

ملفوظات سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

جب تک استقامت نہ ہو بیعت بھی ناتمام ہے

امن کی حالت میں استقامت کا پتہ نہیں لگ سکتا۔ مستقیم وہ ہے کہ سب بلاؤں کو برداشت کرے

۱: ”ثابت قدمی خدا تعالےٰ کی دی ہوئی توفیق سے حاصل ہو سکتی ہے۔ جب تک استقامت نہ ہو بیعت بھی ناتمام ہے۔ انسان جب خدا تعالےٰ کی طرف قدم اٹھاتا ہے تو راستہ میں بہت سی بلاؤں اور طوفانوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ جب ان میں سے انسان نہ گزرے منزل مقصود کو پہنچ نہیں سکتا امن کی حالت میں استقامت کا پتہ نہیں لگ سکتا کیونکہ امن اور آرام کے وقت تو ہر ایک شخص خوش رہتا ہے اور دوست بننے کو تیار ہے مستقیم وہ ہے کہ سب بلاؤں کو برداشت کرے“

(جلد ہشتم صفحہ ۱۹۷، ۱۹۸)

۲: صبر بڑا جوہر ہے۔ جو شخص صبر کرنے والا ہوتا ہے اور غصے سے بھر کر نہیں بولتا اس کی تقریر اپنی نہیں ہوتی بلکہ خدا تعالےٰ اس سے تقریر کراتا ہے۔ جماعت کو چاہیئے کہ صبر سے کام لے اور مخالفین کی سختی پر سختی نہ کرے اور گالیوں کے عوض میں گالی نہ دے۔ جو شخص ہمارا مکذب ہے اس پر لازم نہیں کہ وہ ادب کے ساتھ بولے....

صبر جیسی کوئی شئی نہیں۔ مگر صبر کرنا بڑا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تائید کرتا ہے جو صبر سے کام لے......

مَیں اس کو پسند نہیں کرتا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی پر حملہ کریں یا اخلاق کے برخلاف کوئی کام کریں۔ خدا تعالےٰ بردباری کا حکم دیتا ہے اور اس کے مطابق کرنا چاہیئے خدا تعالیٰ کے الہامات کی تفہیم بھی یہی ہے کہ بُردباری کریں ہمارے پاس کوئی ایسا شربت نہیں کہ فوراً کسی کے منہ پر ڈال دیں۔ ابھی تو بعض ماننے والے بھی ایسے ہیں کہ وہ پورا یقین نہیں کرتے بلکہ وساوس کی قے کرتے ہیں۔ تاہم کمزوروں پر رحم کرنا چاہیئے اور ہر ایک کو یہ خیال کرنا چاہیئے کہ مَیں جب نیا تھا تو میرا حال بھی ایسا ہی کمزوری کا تھا۔ شیطان ہر ایک کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ رفتہ رفتہ سکینت کی نعمت حاصل ہوتی ہے کیونکہ گزشتہ معاصی کا زہر نیش زنی کرتا رہتا ہے۔ یہ کوئی سہل امر نہیں کہ یک دفعہ سارا زہر نکل جائے۔ رفتہ رفتہ خدا کی رحمت دستگیر ہوتی ہے۔ بیمار تندرست ہوتا ہے تو نقاہت باقی رہتی ہے اور نقاہت کے لوازم میں سے ہے کہ انسان کسی وقت گر جائے بلکہ بعض دفعہ مرض عود کر آتی ہے۔ مومن ولی ہوتا ہے مگر اس نعمت کا حاصل ہونا مشکل ہے“

(جلد ہشتم صفحہ ۲۰۰)

بقیہ "خطبہ حضور" صفحہ اوّل سے آگے

رابطے سے، دوستوں کے ساتھ ملاقاتوں کے نتیجہ میں وہ امور سامنے آتے ہیں اور پھر ان کی اصلاح کے کئی نئے نئے راستے کھلتے چلے جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ دورے کافی مفید ثابت ہو رہے ہیں۔

حضور نے فرمایا: جرمنی میں میرا تاثر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کے غیر معمولی امکانات پیدا ہو چکے ہیں۔ کیونکہ جہاں تک جماعت کا تعلق ہے، اس کا ایک بڑا حصہ نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ اور ان کے اندر غیر معمولی جوش اور قربانی کا مادہ پایا جاتا ہے۔ اور اگر ان کو اچھی طرح سے سنبھال لیا جائے تو وہ جرمنی کا مستقبل بنانے میں ایک بہت ہی عظیم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ جرمن نوجوانوں کی طرح جرمن خواتین بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت اعلیٰ معیار کی احمدی ہیں۔ بلکہ بعض صورتوں میں تو ان کا معیار اتنا بلند ہے کہ ان کو دیکھ کر بعض پاکستانی احمدی اُن کے مقابل پر صفِ دوم کے احمدی نظر آنے لگتے ہیں اور اس کے نتیجے میں بعض دفعہ تشویشناک صورتِ حال بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

حضور نے فرمایا: دو احمدی جرمن نوجوانوں نے ذکر کیا کہ پاکستان سے آنے والے بعض احمدیوں کا رویہ افسوسناک ہے اور اس کے نتیجے میں جرمن احمدیوں کے لئے ٹھوکر کا سامان پیدا ہوتا ہے۔ اس ضمن میں بعض نہایت اہم امور جن کا تعلق عالمی نظامِ جماعتِ احمدیہ سے ہے انکا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا جہاں جہاں مقامی جماعتیں قائم ہو رہی ہوں یعنی ایسی جماعتیں جن میں اس ملک کے باشندے زیادہ نمایاں تعداد میں نظر آ رہے ہوں، ایسی جگہوں میں ہمیں تربیت کی طرف دو طرح سے متوجہ ہونا پڑے گا اوّل: مجالسِ عاملہ کو ایک FOLLOW UP گروپ، یعنی مربیان کے پیچھے پیچھے چلنے والا تربیتی گروپ تیار کرنا چاہیئے اور جو اس گروپ میں شامل ہوں وہ خصوصیت کے ساتھ یہ سوچتے رہیں کہ نئے آنے والوں کی تربیت کس رنگ میں کرنی ہے اور اس کے لیے کس کس چیز کی ضرورت ہو گی۔

فرمایا: ہر ملک کی ضرورت الگ الگ ہو گی جس کے لئے مرکزی انجمن تحریک جدید بھی کوئی معین ہدایات نہیں دے سکتی اور نہ میں معین طور پر ہر ملک کی ضروریات کی تعین یہاں بیٹھے کر سکتا ہوں۔ اس لئے ان معاملات میں مقامی جماعتوں کو اپنی ذمہ داری کو خود ادا کرنا چاہیئے اور بالغ نظری کے ساتھ ان معاملات کو سلجھانا چاہیئے۔ کیونکہ اگر ابھی ان کی طرف متوجہ نہ ہوئے تو آئندہ زیادہ دقتیں پیش آ جائیں گی۔ اس کے لیے سب سے اہم بات جسے تمام دنیا کی مجالس عاملہ کو ملحوظ رکھنا چاہیئے وہ توحید ہے۔ توحیدِ خالص آسمان پر بسنے والی کسی چیز کا نام نہیں ہے، خدا جو قرآن پیش کرتا ہے، وہ نور السّمٰوٰتِ والارض ہے اس کی توحید کے دائرے سے کوئی چیز بھی باہر نہیں۔ اور اس کے توحید کے اثر و نفوذ سے کوئی چیز بھی خالی نہیں ہونی چاہیئے اس لئے جماعت احمدیہ جو حقیقی توحید پرست جماعت ہے، اُسے بھی من الحیث الجماعت توحید کا منظر پیش کرنا چاہیئے۔ اور اگر جماعت احمدیہ نے اس سے غفلت کی اور ایسا ہونے دیا کہ انگلستان کی جماعت ایک الگ کردار کے کر اُٹھ رہی ہو اور افریقہ کی جماعت ایک الگ کردار لے اٹھ رہی ہو اور اسی طرح یورپ اور امریکہ کی، چین اور جاپان کی، انڈونیشیا اور ملائشیا کی اور دیگر ممالک کی جماعتیں اپنا اپنا الگ کردار بنا رہی ہوں تو پھر توحید قائم نہیں ہو سکتی۔ توحید عمل کی دنیا میں بھی دکھائی دینی چاہیئے۔ خدا اور اس کے رسول کے نام پر اکٹھے ہونے والے ایک ہو جانے چاہئیں۔ اور وحدت کا منظر پیش کرنا چاہیئے۔ وحدت کا ایک منظر آپس میں ایک ہو جانا ایک دوسرے سے محبت کرنا، رنگ اور نسل کے امتیازات کو فراموش کرکے، ایک جان ہو جانا ہے۔ اس پہلو سے توحید کو دنیا میں قائم کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اور یہ محض تنظیم سے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس حصے کی باقاعدہ منصوبہ بندی ہونی چاہیئے۔ اس ضمن میں حضور نے بتایا کہ ہر ملک میں مختلف النسل اور مختلف قوموں سے آنے والوں کے امتزاج کا مسئلہ ہے جس کی وجہ سے بعض غلط فہمیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ اس لئے فوری طور پر جماعتوں کو اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے کہ اگر انگلستان میں انگریز احمدی ہوتے ہیں تو آپ حسنِ خلق سے ان کو اپنے معاشرے میں جذب کرنے کی پوری کوشش کرتے ہوئے انہیں اس بات کا احساس نہ ہونے دیں کہ وہ تنہا ہو گئے ہیں اور انہیں یہ احساس نہ ہونے دیں کہ وہ مغربی معاشرے سے ایک ایسے معاشرے کی طرف آئے ہیں جہاں مذہبی اقدار تو ملی ہیں مگر متبادل معاشرہ نصیب نہیں ہوا، یہ توفیق نہیں ملی کہ جس تمدّن کو وہ چھوڑ کر آئے ہیں اس کے بدلے میں کوئی اور تمدّن اپنالیں۔ اور جو کچھ اُن کو دیا جاتا ہے اگر دین کے نام پہ پاکستانی تمدّن دیا جائے تو یہ نہ اُن کے ساتھ انصاف ہے، نہ دین کے ساتھ انصاف ہے۔

فرمایا: ہر قوم کے کچھ تمدّنی پہلو ہیں جو اس قوم کی زندگی کا جزو بن چکے ہوتے ہیں۔ اور کچھ مذہبی پہلو ہیں جو تمدّن بن چکے ہیں۔ جہاں تک دینِ حق کے تمدّن کا تعلق ہے ان دونوں دھاگوں کو الگ الگ کرنا پڑے گا اور قوموں کو یہ پیغام دینا پڑے گا کہ جہاں تک دینی

تمدّن کا تعلق ہے، یہ وہ خطوط ہیں، جن سے تم تجاوز نہیں کر سکتے۔ ان راہوں سے ہٹو گے تو دین کی راہوں سے ہٹو گے۔ اور یہ وہ خطوط ہیں جن میں تمہیں اختیار ہے کہ دینی ہدایات کے تابع رہ کر اپنے لئے تمدن کی راہیں تلاش کرو۔ یا مقامی تمدّن میں سے اچھی چیزیں اخذ کرو۔ حضور نے مزید فرمایا کہ پاکستانی احمدیوں کو بھی اپنے تمدّن میں اسی حد تک تبدیلی پیدا کرنی چاہیئے کہ جس حد تک دین اجازت دیتا ہے یا دوسری قوم کو اپنے اندر شامل کرنے کے لئے اس کی خاطر کچھ تمدّنی تبدیلیاں کرنے کی ضرورت ہے۔

فرمایا: بالغ نظر کے ساتھ اگر آپ دونوں سوسائیٹیوں کی بُری باتیں چھوڑ دیں اور اچھی باتیں اختیار کر لیں اور دینی تمدّن کی روح کو غالب رکھیں تو اس پہلو سے جو بھی تمدّن دنیا میں احمدی تمدّن کے نام سے پیدا ہوگا اُس میں ایک تو امتزاج پایا جائے گا اور دوسرے ایک عالمی قدرِ مشترک پائی جائے گی۔ اور یہ دو باتیں ملّتِ واحدہ بنانے کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ حضور نے فرمایا ایک بھاری حصہ تمدّن کا ایسا ہے جو مذہب کے زیر اثر پروان چڑھتا ہے۔ اس حصّے کی حفاظت کرنا اور اسے نکھار کر دنیا کے سامنے پیش کرنا وقت کی نہایت ہی اہم ضرورت ہے۔ جس کی طرف متوجہ ہونا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ محض توجہ کے فقدان کی وجہ سے یہاں بہت سے خاندان ضائع ہو گئے ہیں۔

پھر فرمایا: عالمی توحید کو پیدا کرنے کے لئے عالمی تمدّن کے امتزاج کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اور اس کی طرف جماعتوں کو خصوصیت سے توجہ دینی چاہیئے۔ ایسے صائب الرائے لوگوں کو اکٹھا کر کے ان کی مجالس قائم کرنی چاہئیں جن کے سپرد یہ کام ہو۔ اور ان کی رپورٹیں مجلس عاملہ میں پیش ہوں اور جو کچھ بھی لائحہ عمل تجویز ہو وہ مجھے بھی بھجوا دیا جائے تاکہ میں بھی نظر ڈال لوں اور ان حقائق کی روشنی میں جو ہم نے جمع کئے ہوں گے، میں ان کے لئے مزید راہنمائی کا موجب بن سکوں گا۔ نیز ایک اور فائدہ یہ ہوگا کہ چونکہ وہ رپورٹیں ساری دنیا سے آرہی ہوں گی، اس لئے دینی تمدّن کی جو توحید میں قائم کرنا چاہتا ہوں قرآن اور حدیث کی روشنی میں، وہ زیادہ آسانی سے کر سکوں گا۔

دوسرا پہلو پاکستانی احمدیوں کی تربیت کا ہے، جو اپنے ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں اور ان کو ابتدائی تعلیم کے لئے استعمال کرنا ہے۔ یہ بہت ہی اہم کام ہے جو خاص طور پر جرمنی میں میرے سامنے آیا۔ ایسا عنصر جو پاکستان میں جماعت کی نظر سے الگ رہا ہے اور جماعتی تربیت کے لحاظ سے پیچھے ہٹتا رہا ہے، اگرچہ اس نے یہاں آکر آپنے آپ کو جماعت کے لئے پیش کر دیا ہے، لیکن ہنوز علمی لحاظ سے بہت پیچھے ہے۔ ان کو خصوصیت کے ساتھ پیش نظر رکھنا ہے۔ کیونکہ یہ دین کی غیر معمولی خدمت دنیا میں کر سکتے ہیں۔

اس ضمن میں حضور نے پاکستان کے احمدیوں کی دینی خدمات کا تفصیلی ذکر فرمایا۔ اسی طرح حضور نے اگلی نسل کی تربیت کی طرف بھی توجہ دلائی اور سورۃ الحشر کی آیت نمبر ۱۹ کی روشنی میں فرمایا کہ اگلی نسل کی تربیت کے لئے موجودہ نسلوں کو سنبھالو۔ اے آج کے بسنے والے احمدیو! اگلی نسل کی تربیت کے تم ذمہ دار ہو۔ یہ سوال بہرحال تم سے کیا جائے گا کہ کل کیا پیچھے چھوڑ کر جانے والے ہو؟ اس لئے یہ نہایت ہی اہم بات ہے کہ احمدی جو دنیا کے کسی خطے میں بھی آباد ہوں اپنی موجودہ نسل کی تربیت کی طرف فوری توجہ کریں۔ اگر موجودہ نسلوں کی تربیت متوازن طریق پر ہو جائے تو ان کی نسلیں خود بخود ٹھیک ہو جائیں گی۔ اور غیر معمولی تبدیلیاں ان کے اندر بھی پیدا ہونی شروع ہو جائیں گی۔

اس کے علاوہ حضور نے اس امر کی طرف بھی توجہ دلائی کہ ہر ملک کی ضرورت کے مطابق تربیتی لٹریچر بھی تیار ہونا ضروری ہے جس میں دین کے بنیادی تقاضوں کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اس مضمون پر بھی حضور نے تفصیل سے روشنی ڈالی اور آخر میں فرمایا کہ جرمنی کے چند روز کے قیام میں جو اللہ تعالےٰ نے میرے ذہن میں منصوبے ڈالے ہیں۔ وہ کافی وسیع ہیں۔ ان میں سے ایک بات یہ ہے جو میں نے بیان کی ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں ہیں جو جماعتوں کو وقتاً فوقتاً بھجوائی جاتی رہیں گی۔ سر دست اسی پر اکتفاء کرتا ہوں۔ ان دو پروگراموں کو ساری دنیا کی جماعتوں میں جاری کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالےٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ کے آخر میں حضور نے فرمایا: خدا کی توحید آسمانوں سے ہم نے زمین پر لانی ہے۔ اور اس کو ذہنی توحید نہیں رہنے دینا۔ اس کو اپنے جسموں سے چمٹانا ہے۔ اپنے خون میں جاری کرنا ہے۔ ایک ایسی جماعت پیدا کر کے دکھانی ہے جو موحد جماعت ہو۔ حقیقتہً عمل کی دنیا میں موحد ہو، صرف نظریات کی دنیا میں ہی موحد نہ ہو۔

خطبہ ثانیہ میں حضور نے ہالینڈ کے دورہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہالینڈ میں جتنے بھی احمدی رہتے ہیں، نہایت اعلیٰ معیار کے ہیں مخلص، سلجھے ہوئے، متوازن ذہن والے اور سچے دل سے دین کو قبول کرنے والے اور ہر قسم کی قربانیوں میں بھی شامل ہیں۔ ان کے لئے خصوصیت سے دعا کی ضرورت ہے۔

اس کے بعد حضور نے بعض وفات شدہ احباب کی نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا جن میں مکرم محمد حنیف صاحب یعقوب مربی سلسلہ گی آنا اور دیگر احباب کے جنازے شامل تھے۔

سے ہی پیش کیا جا سکتا ہے جو ازل سے ان کے لئے مقدر تھا اور جو نام کلمہ طیبہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے متصل رکھا ہے۔ اس کے علاوہ تعریف میں جس قدر بھی مبالغہ ہو وہ نامکمل رہے گی کیونکہ آپؐ کی تعریف میں مبالغہ بھی آپ کے مراتبِ عالیہ کے سامنے عجز کا اظہار کرتا ہے۔

چنانچہ اس پاک وجود نے علمی اور عملی طور پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خراجِ تحسین پیش کیا وہ قولی طور پر کسی سے سرزد ہوا نہ ہی عملی طور پر جیسا کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی تحریر کرتے ہیں "اس (براہین احمدیہ) کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و علمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی گئی ہے" الفضل ما شھدت بہ الاعداء۔ اس وجود کی ماہتابی کرنوں نے بھی دوبارہ عالم کو منور کرنا شروع کیا اور ایک نیا عالمِ روحانی ہویدا ہوا جس میں جگہ جگہ سیرۃ النبیؐ کی قندیلیں روشن کی گئیں۔ اسوۂ حسنہ کو اپنانے کی دلوں میں لَو جلائی گئی۔ محمدی شان کو اپنی سیرت و کردار میں اجاگر کرنے کی تڑپ اور سوز پیدا کیا۔ اس نئے عالمِ روحانی کا انگ انگ عشقِ الٰہی اور عشقِ رسولِ پاکؐ کی آگ میں جلنے لگا۔ چشمِ فلک نے پھر صحرائے عرب کے ان دیوانوں کی طرح ایسے دیوانے دیکھے جو کلمہ طیبہ کی خاطر کٹ مرنے کے لئے تیار ہیں۔ پھر وہ بلالی روح مشاہدہ کی کہ وہ باوجود شدتِ ظلم و ستم کے احد احد اور لا الٰہ الا اللہ کی صدا بلند کر رہی ہے۔ پھر وہ مالی و جانی قربانی کے نظارے دیکھے جو دینِ حق کی خاطر قرونِ اولیٰ کے مجاہدین نے صبر و استقلال سے سرانجام دیئے تھے۔ پھر وہ خون کے نذرانے ملاحظہ کئے جو حق کے متوالوں نے ؏ وَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا کا نعرہ لگاتے ہوئے اپنے مولا کے حضور پیش کئے۔ الغرض سیرت و کردار میں ان جاں نثاروں نے اس زرّیں اصول کو مدِّ نظر رکھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر پیار ہے، محبت ہے، اگر عشق ہے تو اس کی صرف ایک راہ ہے کہ اس پیارے وجود کے اندر ڈوب جاؤ۔ آپؐ کے اسوۂ حسنہ کو حرزِ جان بنا لو۔ آپؐ کی ذات کو مطمحِ نظر بنا لو۔ آپؐ کے اخلاق کی گہری چھاپ سے حسنِ سیرت کی تکمیل کرو۔ آپؐ کے انوار کو اپنے اندر جذب کرنے کے لئے آئینہ بن جاؤ۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کے یہ شایانِ شان نہیں کہ صرف رسمی طور پر ۱۲۔ ربیع الاول کو عید میلاد النبیؐ کی تقریب کا اہتمام کر لیا جائے بلکہ آپؐ کے زندہ فیوض و برکات کا تقاضا یہ ہے کہ ہر آن آپؐ کی ذات سے ایک زندہ تعلق رہے۔ ہر لمحہ آپؐ کے اسوۂ حسنہ کی خوشبو ہمیں معطر کرتی رہے ہر وقت صفت رحمۃٌ للعالمین اور خلقِ عظیم کا عکس جھلکتا رہے۔ یہ ناممکن ہے کہ آپؐ کی ذات سے وابستہ ہونے والا صبر و استقلال کا دامن چھوڑ دے، خواہ کیسے بھی حالات ہوں دشنام طرازیوں پر اتر آئے،

یورپ کی مجالس خدام الاحمدیہ کا مغربی جرمنی میں سالانہ اجتماع

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ نے اپنے خطاب کے ذریعہ اجتماع کا افتتاح فرمایا

افتتاحی اجلاس میں یورپین مجالس کے قریباً دو ہزار احباب کی شرکت

لندن۔ یورپی ممالک کی جملہ مجالس ہائے خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع مورخہ ۲۴ر اکتوبر بروز جمعۃ المبارک مغربی جرمنی میں سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کے بصیرت افروز اور روح پرور افتتاحی خطاب کے ساتھ شروع ہوگیا۔ افتتاحی اجلاس میں شریک ہونے والے خدام اور دیگر زائرین کی تعداد انیس سو تھی۔

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس موقع پر جو افتتاحی اور اختتامی خطاب فرمایا ان کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے نتیجہ میں مجلس خدام الاحمدیہ مغربی جرمنی کو یورپین اجتماع منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ جب بھی مجھے جرمنی آنے کا موقع ملا ہے ہر دفعہ حاضری میں پہلے سے اضافہ ہی دیکھا ہے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ حاضری میں کمی واقع ہوئی ہو۔

حضور نے فرمایا خطبہ جمعہ کے تسلسل میں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم کی تعلیم کا خلاصہ اُمن ہے اور جب تک یہ امن انسان کی اپنی ذات سے شروع نہ ہو، بیرونی دنیا میں اس کے قیام کا دعوای غلط ہے۔ امن انسان کی ذات سے کیسے شروع ہو؟ کیسے یہ امن نصیب ہو؟ اس کا آسان ذریعہ ذکر الٰہی ہے۔ اس میں ہی طمانیتِ قلب ہے۔ ورنہ کئی ظاہری امن ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ دنیا کی لذتوں میں ڈوب کر بھی ایک امن نصیب ہو جاتا ہے۔ لیکن حقیقت میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ طمانیت تو کہتے ہی اُسے ہیں کہ جو دل میں گھر کرلے اور مستقل سکینت عطا کرے۔ اور اسی کا ذکر قرآن کریم

یعنی جس کے ساتھ اللہ رہے اس کا ماحول پرسکون ہو جاتا ہے۔ ذکرِ الٰہی کے نتیجہ میں انسان کا خدا سے جو تعلق ہوتا ہے وہ تعلق ایسا ہوتا ہے کہ چھپا نہیں رہ سکتا۔ بلکہ ظاہری دنیا کی محبت کی طرح محبتِ الٰہی کا بیج بھی بڑھ کر انسانی دل کو مرغزار بنا دیتا ہے۔ اگر دلوں کو یہ سکون نصیب ہو جائے تو حقیقی امن ہمیں نصیب ہو جائے گا۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

اختتامی خطاب

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا بے انتہا فضل اور اس کا احسان ہے کہ اس نے خدام الاحمدیہ کے تیسرے یورپین اجتماع کو غیر معمولی رونق عطا فرمائی اور منتظمین کی جتنی توقعات تھیں، اُن سے بہت بڑھ کر اجتماع کی حاضری بڑھا دی۔ گزشتہ سال اجتماع کی حاضری آٹھ سو تھی جبکہ امسال اٹھارہ سو سے بھی زائد ہے۔ یہ غیر معمولی اضافہ اللہ تعالےٰ کا خاص فضل ہے اس اجتماع میں شامل ہونے والوں کی کثیر تعداد جرمنی کے خدام کی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی میں دو ہزار کے قریب خدام ضرور ہوں گے۔ فعّال نوجوانوں کی اتنی بڑی تعداد کسی ملک کو

کی طرح یہ عزم لے کر اٹھیں کہ اس ملک کو دینِ حق کے لئے فتح کرنا ہے دینی اصطلاح میں فتح سے مراد دلوں اور روحوں پر قبضہ ہے نہ کہ ظاہری فتح۔ اور دلوں اور روحوں پر قبضہ سے پہلے خود مفتوح ہونا پڑتا ہے۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے کہ۔

عشق اوّل در دلِ معشوق پیدا می شود

پس حقیقت میں ہماری فتح سے مراد دنیاوی فتح نہیں بلکہ وہ روحانی فتح ہے جس کے نتیجہ میں جو مغلوب ہوتے ہیں وہ بھی فاتح بن جاتے ہیں اور نجات پا جاتے ہیں۔

فرمایا: جرمنی میں خدام کی حاضری سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ یہاں ترقی کے نمایاں امکانات ہیں کیونکہ نوجوانوں میں کام کی ہمت ہوتی ہے اور خدمت کا جذبہ بھی ہوتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو مٹا دینے کی طاقت بھی رکھتے ہیں۔ ان میں مالی اور جانی قربانی کی بھی زیادہ ہمت ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے جرمنی کو ایک فوقیت ہے کہ یہاں احمدیوں کی تعداد زیادہ نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ جرمن قوم زیادہ سعادت مند اور سلیم فطرت ہے۔ یہ لوگ سنجیدہ مزاج رکھتے ہیں اور غیر قوموں کو قبول کرنے کے لئے ان میں وسعتِ قلبی بھی ہے۔ ان کو تنگ دل کہنا امرِ واقعہ کے خلاف ہے۔ جرمن قوم میں دینِ حق کو قبول کرنے کی صلاحیتیں دیگر یورپین قوموں سے بہت زیادہ ہیں حقیقتِ حال کو قبول کرنے میں زیادہ مخلص ہیں اور اگر قریبی نظر سے دیکھیں تو یہ نہایت اعلیٰ قدروں سے مزّین پائے جاتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت فضل عمر نے بھی یورپ میں ابتداءً جرمن قوم کو ہی احمدیت کے لیے منتخب فرمایا تھا۔

حضور نے فرمایا: اس لحاظ سے ہماری ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے دو پہلو ہیں جن کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے۔ اوّل جب تک ہر احمدی داعی الی اللہ نہیں بن جاتا، اس وقت تک جرمنی کو احمدی بنا لینا موہوم خیال ہے۔

دوم اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو کہ ساری دنیا کو اس مقدس وجود کی غلامی میں لے آؤ گے جس کی خاطر یہ کائنات پیدا کی گئی ہے تو غور کرو کہ تم اس کے لئے کیا تبدیلی اپنے وجودوں میں پاتے ہو۔ تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس راہ میں ہماری کوشش بہت کمزور رہے پس اپنے مقصود کو متعین کریں اور اپنے مقاصد کو بلند کریں۔ اپنی اصلاح کریں۔ نوجوانی کی عمر میں اپنی اصلاح کرنے کی زیادہ صلاحیت ہوتی ہے اگر آپ سنجیدگی سے دعوتِ الی اللہ کے کام میں شامل ہوں گے تو اگلے سال اٹھارہ سو کی بجائے دوگنے خدام ہونے چاہئیں

اللہ تعالیٰ پھل دینے میں کم حوصلہ نہیں ہے۔ پس ہر خادم کا فرض ہے کہ وہ آج یہاں سے فیصلہ کر کے اٹھے کہ وہ داعیانِ الی اللہ کی فوج کا سپاہی بن جائے گا۔ اس کے لئے کیا طریق اختیار کیا جائے؟ فرمایا: اوّل ارادہ باندھنا بہت ضروری ہے۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کے ذریعہ توفیق طلب کرنا اور مدد مانگنا بہت اہم امر ہے پھر اس کے بعد دوسری چیز زبان کا سیکھنا ہے۔ اگر آپ دعا میں سنجیدہ ہیں تو زبان بھی آپ کے لئے آسان ہو جائے گی۔ پس زبان سیکھیں اور ارادہ کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کو سیکھنا ہے۔ اس سے آپ کو دنیا میں بھی عظیم الشان فوائد حاصل ہوں گے۔ سنجیدگی سے زبان سیکھیں اور سیکھنے والوں سے استہزاء کی عادت کو بھی ختم کریں۔ صحیح تلفظ سے سیکھنے کی کوشش کریں۔ زبان سیکھنے کے لئے زبان کا اصل انداز اپنانا ضروری ہوتا ہے جب آپ زبان سیکھ لیں گے تو پھر یہ قوم آپ کو قبول کرے گی۔

حضور نے فرمایا: چھوٹی چھوٹی باتوں کو اہمیت دیں۔ اور سنجیدگی سے زبان سیکھیں۔ اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کریں، احساسِ ذمہ داری سے اس قوم کے حقوق ادا کریں۔ اگر آپ ایسا کرنے لگیں گے تو پھر ہر اجتماع پر آپ کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔ اتنا اضافہ ہوگا کہ جماعت میں کثیر تعداد جرمن لوگوں کی ہوگی۔

حضور نے فرمایا: یہ ایک انتہائی ضروری امر ہے۔ میں آپ کو بار بار اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ یورپ کو اگر آپ نے ہلاکت سے بچانا ہے تو جرمن قوم کو ہلاکت سے بچائے بغیر یورپ نہیں بچ سکتا۔ اس قوم کو اوّلیت حاصل ہے۔ پہلے ان کی طرف توجہ دیں۔ ان کو سنبھال لیں۔ پھر سارا کام یہ خود کریں گے۔ دین کی خاطر پھر یہ صفِ اوّل کے خادم بن جائیں گے۔ اگر آپ جرمن قوم کو سنبھال لیں تو میں یقین دلاتا ہوں کہ یورپ کی تقدیر بھی بدل جائے گی۔ اور اگر سارا یورپ احمدی ہو جائے تو ساری دنیا کے لیے احمدی ہوئے بغیر چارہ نہیں رہے گا۔ ایسی صورت میں میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مغرب سے دین کا سورج طلوع ہوگا۔ اور ضرور مغرب سے دین کا سورج طلوع ہوگا۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی حرف بحرف سچی نکلے گی۔

پس اے مغرب سے دین کا سورج طلوع ہونے کی تمنّا رکھنے والو! تمہاری محنتوں سے، تمہاری توجہ سے اور تمہاری قربانیوں سے یہ مغرب میں ڈوبتا ہوا سو[illegible]

...نے آپ کو دینا تھا۔ میں اُمید کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں ...کرتا رہوں گا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سنجیدگی سے ان باتوں کو قبول ...نے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تقریبِ شادی

عزیزہ حامدہ زرین ایم اے بنت مکرم محمد اشرف ناصر شاہد مربی سلسلہ کراچی کا نکاح عزیزم مبشر احمد زاہد ابن مکرم قریشی مبارک احمد صاحب کے ساتھ تیس ہزار روپیہ حق مہر پر مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے مورخہ ۳۱ر اکتوبر ۱۹۸۶ء بروز جمعۃ المبارک البیت الاقصیٰ میں خطبہ جمعہ سے قبل پڑھایا اور نکاح کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرائی۔ عزیزہ حامدہ زرین کراچی سے شائع ہونے والے خواتین کے ایک ماہنامے سے منسلک ہیں اور عزیزم مبشر احمد زاہد مجلس خدام الاحمدیہ جاپان کے نیشنل قائد کی حیثیت سے سلسلہ کی خدمات بجا لا رہے ہیں۔

مورخہ یکم نومبر ۱۹۸۶ء بروز ہفتہ مکرم محمد اشرف ناصر صاحب کے مکان واقع دارالرحمت وسطی میں عزیزہ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی جہاں تلاوت و نظم کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر خدمتِ درویشاں نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرائی۔ اس تقریب رخصتانہ میں خاندان حضرت اقدس کے بعض احباب و خواتین کے علاوہ سلسلہ کے ناظر و وکلاء صاحبان نے بھی شرکت فرمائی۔ احباب جماعت اور بزرگانِ سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے آمین

(چوہدری محمد اسلم شاد۔ لاہور)

برادرم عزیزم منیر احمد منور (شاہد) ابن مکرم شیخ سعید احمد صاحب تخت ہزاروی کی شادی محترمہ فوزیہ طاہرہ بنت مکرم حاجی محمد اسحاق صاحب جہانگیر آباد کراچی سے ہوئی۔ بارات مورخہ ۸ر اکتوبر کو فیصل آباد سے کراچی کے لئے روانہ ہوئی مورخہ ۹ر اکتوبر کو محترم محمد اشرف ناصر صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ کراچی نے نکاح کا اعلان فرمایا۔

۱۲ر اکتوبر کو مکرم شیخ سعید احمد صاحب نے کریم نگر فیصل آباد میں اپنے بیٹے کی دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا جس میں کثرت کے ساتھ احباب جماعت نے شرکت کی احباب سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت فرمائے اور مثمر بثمرات

اعلان نکاح

۱۔ عزیزم ڈاکٹر عبدالمنعم ابن مکرم لیفٹیننٹ کمانڈر ریٹائرڈ عبدالمومن صاحب کا نکاح مبلغ تیس ہزار روپے حق مہر پر عزیزہ قیصرہ رشید بنت مکرم سردار عبدالرشید صاحب کے ساتھ مکرم محمد اشرف ناصر صاحب مربی سلسلہ کراچی نے ۱۳ر اکتوبر ۱۹۸۶ء بروز پیر احمدیہ ہال میں پڑھایا اور نکاح کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔

عزیزم ڈاکٹر عبدالمنعم حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب مرحوم رفیق حضرت بانیٔ سلسلہ کا نواسہ اور عزیزہ قیصرہ رشید آپ کی پوتی کی بیٹی ہے۔

احبابِ جماعت کی خدمت میں اس رشتہ کے دونوں خاندانوں کے لئے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے

(مفتی احمد صادق)

۲۔ عزیزہ محمودہ بی بی بنت مکرم چوہدری محمد یوسف صاحب کا نکاح ہمراہ عزیزم ریاض احمد ابن مکرم علی احمد صاحب سے پانچ ہزار روپیہ حق مہر پر مکرم چوہدری محمد صادق صاحب صدر جماعت احمدیہ چاہ احمدیاں نے ۴ر جولائی ۱۹۸۶ء کو دارالذکر چاہ احمدیاں میں پڑھایا احباب سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(محمد انیس الرحمٰن شاہد مربی سلسلہ احمدیہ ملتان)

۳۔ عزیزہ زبیدہ پروین بنت مکرم چوہدری ظہور احمد ساکن چاہ احمدیاں کا نکاح ہمراہ عزیزم سلطان محمود ابن مکرم چوہدری محمد الدین صاحب ساکن گلستان کالونی فیصل آباد دس ہزار روپیہ حق مہر پر مورخہ ۱۷ر اکتوبر ۱۹۸۶ء بروز جمعۃ المبارک بیت الذکر چاہ احمدیاں میں مکرم محمد انیس الرحمٰن صاحب مربی سلسلہ احمدیہ ضلع ملتان نے پڑھایا۔ احباب جماعت سے اس رشتہ کے جانبین کے لئے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے (چوہدری محمد صادق)

۴۔ مکرم مولوی نور الدین آزاد مرحوم سابق معلم وقفِ جدید آف احمد نگر ضلع دیناجپور (بنگلہ دیش) کی چھوٹی صاحبزادی عزیزہ قرۃ العین کا نکاح ہمراہ عزیزم مبارک احمد ابن مکرم محمد علی صاحب ساکن ناٹور ضلع راجشاہی سے اکیس ہزار ایک سو روپیہ حق مہر پر یکم اگست ۱۹۸۶ء بروز جمعۃ المبارک دارالذکر احمد نگر میں پڑھا گیا۔ احباب جماعت بزرگان سلسلہ و خاندانِ حضرت اقدس سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین۔

(محمد انیس الرحمٰن صادق شاہد مربی سلسلہ احمدیہ ملتان)

اطراف و جوانب

منظر اور پس منظر

سائنسی اور تیکنیکی میدان میں مذہب کے نام پر استحصال

نوبل انعام یافتہ نامور پاکستانی سائنس دان محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کا ایک مضمون "پاکستان میں سائنس اور ٹیکنالوجی کا مسئلہ" کے عنوان سے روزنامہ جنگ میں شائع ہوا تھا۔ اس مضمون کے جواب میں جناب پروفیسر منیر احمد خان کا ایک مضمون روزنامہ جنگ کی ۶ راکتوبر کی اشاعت میں شائع ہوا جس میں پروفیسر موصوف نے پاکستان میں سائنسی اور تیکنیکی ترقی کی راہ میں حائل بنیادی رکاوٹوں کی نشاندہی کرکے ان کا قلع قمع کرنے پر زور دیا۔ وہ اپنے اس مضمون میں رقمطراز ہیں:۔

"یورپ کی تاریخ پر آپ ایک نظر ڈالیں تو سب سے اہم حقیقت جو سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ جب تک وہاں مذہب کے نام پر استحصال جاری رہا سارا یورپ تاریکی میں ڈوبا رہا۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی بنیادیں کمزور سے کمزور تر ہوتی چلی گئیں۔ یورپ میں علمی بیداری اس وقت پیدا ہونی شروع ہوئی جب مذہب کے نام پر استحصال کے خلاف ہر جانب سے احتجاج کی آوازیں بلند ہوئیں اور بالآخر روشن خیال اور سائنسی نظریات کے چڑھتے ہوئے سورج نے ان استحصالی قوتوں کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا جو حالات یورپ میں چند صدیوں پہلے تھے وہ آج ہمارے ملک میں پیدا کئے جا رہے ہیں۔ سیاسی مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے مذہب کے نام پر استحصال بڑھ رہا ہے۔ ہم مذہبی فرقہ پرستی کے تعصبات، تنگ نظری اور فروعی باتوں میں الجھ کر رہ گئے ہیں اور قوم کی سائنسی اور تیکنیکی ترقی کو پس منظر میں ڈال دیا ہے۔ روشن خیال اور سائنسی نظریات کو شعوری اور غیر شعوری طور پر ضرب کاری لگائی جا رہی ہے۔ ہمیں ان نقصان دہ رجحانات پر قابو پانے کیلئے قومی شعور بیدار کرنا ہے تاکہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے راستے میں بنیادی رکاوٹوں کا قلع قمع کیا جا سکے۔ اس وقت جب یورپ میں صنعتی انقلاب آیا اور سائنس کو ٹیکنالوجی کی اساس بنانے کا شعور پیدا ہوا ہم قطعی طور پر اس سے لاتعلق تھے۔ اس پس منظر میں ڈاکٹر صاحب اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ مغل حکمرانوں کو یا تو سلطنت کی توسیع کا دھیان رہتا تھا یا عمارتیں اور مقبرے بنانے میں دلچسپی رکھتے تھے۔ مغلوں کے زوال کے زمانہ میں شطرنج اور شعر و شاعری ان کا مشغلہ رہ گیا تھا اور وہ ایک زوال پذیر فیوڈل سوسائٹی بن کر رہ گئی جس کے اثرات ابھی تک زائل نہیں ہوئے۔ فیوڈل سوسائٹی میں ایک ٹھہراؤ ہوتا ہے اس کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ذہنی ارتقاء اس میں سمجھا جاتا ہے کہ ذہن نظریاتی، مذہبی ادبی اور فلسفیانہ بحثوں میں ہی الجھا رہے۔ اسی کو ہی اوڑھنا بچھونا بنا لیا جاتا ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی سے نہ صرف لاتعلقی ظاہر کی جاتی ہے بلکہ اسے کمتر سمجھا جاتا ہے اور ہاتھ کے کام کو معیوب خیال کیا جاتا ہے۔ یورپ میں بھی جب تک ملکوں کی قسمتیں فیوڈل لارڈز کے ہاتھوں میں رہیں تقریباً یہی صورت حال برقرار رہی۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ فیوڈل سوسائٹی اور مذہب کے نام پر استحصال کا چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔ اس جدید زمانہ میں یہ سب کچھ ہمارے ملک میں بھی دیکھنے میں آ رہا ہے۔ یہ عوامل سائنس اور ٹیکنالوجی کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹیں بن گئے ہیں" (روزنامہ جنگ لاہور۔ ۶ راکتوبر ۱۹۸۶ء صفحہ ۴)

صیہونیت کے ساتھ گٹھ جوڑ کا بے بنیاد الزام

اس زمانہ میں بعض حلقوں نے یہ وطیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ جب وہ بعض معروف شخصیتوں یا تنظیموں کی مخالفت پر تُل جاتے ہیں تو انہیں بدنام کرنے اور عوام الناس کی نظروں سے انہیں گرانے کی خاطر ان پر اسرائیل کے ساتھ گٹھ جوڑ کا سراسر جھوٹا اور بے بنیاد الزام لگا دیتے ہیں اور پھر کمال ڈھٹائی سے اس کی تشہیر کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ اس بے بنیاد الزام تراشی کا اور بھی زیادہ افسوسناک پہلو یہ ہے کہ مذہبی حلقے بھی یہ مکروہ حربہ اختیار کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ اس کی ایک مثال جناب پروفیسر وارث میر نے اپنے ایک حالیہ مضمون میں بیان کی ہے۔ پروفیسر صاحب اپنے مضمون بعنوان "تذکرہ حرمت فکر کے مجاہدوں کا"

کی قسط نمبر ۶ میں رقم طراز ہیں :-

"عرب نیشنل ازم عربوں کی سیاست میں مغربی استعمار کے اثر و رسوخ کے خلاف ایک سیاسی ردّ عمل تھا اور اس ردّ عمل کو قائدانہ جرأت اور حوصلہ عطا کرنے والی شخصیت کا نام جمال عبدالناصر تھا۔ جمال عبدالناصر کی سامراج مخالف پالیسیوں کی کامیابیوں نے مصر کے علاوہ پوری عرب دنیا کے مزاج کو متاثر کیا اور سیاست کے ساتھ ساتھ قدامت پرستانہ اور آمریت پسندانہ مذہبی رجحانات کو بھی کمزور کیا۔ چنانچہ مشرق وسطیٰ کی معروف سیاسی و مذہبی تنظیم اخوان المسلمون کی سرگرمیوں کی ہمت شکنی کے لئے ناصر نے اس قدر غیر معمولی اقدامات کئے کہ اخوان المسلمون اور دوسرے مسلمان ممالک میں ان کے زیر اثر کام کرنے والی تنظیموں اور جماعتوں کے لٹریچر میں انتقاماً جمال عبدالناصر کا تعلق صیہونی تحریک سے جوڑا جاتا رہا جبکہ مصر کے بعض ذمہ دار سیاسی حلقوں کی معلومات کے مطابق ناصر کے معالج ڈاکٹر لطفی کا تعلق اسرائیلی خفیہ ایجنسیوں سے تھا اور اس نے سازش کے تحت ناصر کو "سلو پائزننگ" سے ہلاک کیا۔ یہ ساری داستان اخبار "المشرق الاوسط" کے پہلے صفحہ پر شائع ہوتی رہی"

(روزنامہ جنگ لاہور ۲۶ر اکتوبر ۱۹۸۶ء صٓ)

انتہائی سنگدلی کا مظاہرہ

۲۳ر اکتوبر ۱۹۸۶ء کو پی آئی اے کا ایک فوکر طیارہ جس میں عملہ کے علاوہ ۴۷ مسافر سوار تھے پشاور کے قریب گر کر تباہ ہو گیا۔ اس حادثہ میں تیرہ افراد ہلاک اور ۲۸ زخمی ہوئے۔ اس وقت جہاز میں سوار لوگوں پر جو قیامت ٹوٹی اس کے دوران اور اس کے بعد بھی ان کے بعض ہموطنوں نے انتہائی سنگدلی کا مظاہرہ کیا۔ اس سنگ دلی کے مظاہرے کا تصور کر کے ہر شریف النفس انسان کا دل شرم سے جھک جاتا ہے۔ کیونکہ یہ مظاہرہ قومی سطح پر اخلاقی پستی کا عکاس ہے۔ اس سے متعلق جو دو خبریں قومی اخبارات میں شائع ہوئی ہیں ان میں بتایا گیا ہے :-

(۱) "تعاون" کی ایک دوسری شکل ملکی باشندوں نے ظاہر کی جنہوں نے جائے حادثہ پر پہنچ کر مسافروں کے قیمتی سامان کی تلاش شروع کر دی اور بہت سا سامان لے گئے۔ ایک عیسائی خاتون نسرین کا ایک بریف کیس چرا لیا گیا جس میں ۶۰ ہزار روپے کے زیورات

ہسپتال پہنچی تو وہاں کسی نے اس کی سونے کی بالیاں اڑا لیں :-

(روزنامہ جنگ لاہور ۲۶ر اکتوبر ۱۹۸۶ء صٓ)

(۲) راولپنڈی (پ پ ا) جیب کتروں نے گزشتہ روز اس وقت تین افراد کی جیبیں کاٹ لیں جب وہ پی آئی اے کے فوکر طیارے کے حادثہ میں جاں بحق ہونے والی ہوسٹس الماس بیگم کے جنازہ میں شریک تھے۔ طیارے کے پائلٹ رضا زیدی کے والد مسٹر اعجاز زیدی کی جیب سے ۲ ہزار روپے جبکہ خالد عثمانی کی جیب سے بھی ۲ ہزار روپے نکال لئے گئے۔ جیب کتروں نے ایک تیسرے شخص کو بھی ۱۴۰ سو روپوں سے محروم کر دیا"

(روزنامہ جنگ لاہور ۲۶ر اکتوبر ۱۹۸۶ء صدا صٓ)

حضرت عیسیٰؑ کی چادر کا سائنسی تجزیہ

لنڈن (ریڈیو رپورٹ) پوپ پال نے اس چادر کے سائنسی ٹیسٹ کی اجازت دے دی ہے جس کے بارے میں بہت سے لوگوں کو یہ یقین ہے کہ مصلوب ہونے کے بعد حضرت عیسیٰؑ کے جسم اطہر کو اس میں لپیٹا گیا تھا۔ اس سائنسی تجزیئے سے ممکن ہو جاتا ہے کہ کسی چیز کے بارے میں یہ معلوم کر لیا جائے کہ وہ کتنی پرانی ہے اور کم از کم گزشتہ ۳۰۰۰ سال تک کی صحیح تاریخ معلوم ہو سکتی ہے۔ بی بی سی کے مطابق اس چادر پر ایک مصلوب انسان کا عکس چھپا ہوا ہے۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۶ر اکتوبر ۱۹۸۶ء صٓ کالم نمبر ۵)

نوٹس

محمد صادق صاحب سدھو ولد محمد شریف صاحب سدھو ریلیونگ کارکن دفتر نظارت دیوان آپ کو یہ نوٹس دیا جاتا ہے کہ آپ مورخہ ۷ر اگست ۱۹۸۶ء سے بلا منظوری رخصت غیر حاضر ہیں۔ آپ کو آپ کے ایڈریس پر رجسٹرڈ نوٹس دیا گیا۔ لیکن کوئی جواب نہیں آیا۔ اب آپ کو بذریعہ اشتہار ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ تاریخ اشتہار ہذا سے ایک ماہ کے اندر اندر دفتر میں ملازمت پر حاضر ہوں۔ اور وجہ بتائیں کہ آپ بلا منظوری رخصت غیر حاضر کیوں رہے۔ ورنہ آپ کے خلاف آپ کی غیر حاضری میں محکمانہ کارروائی کی جائے گی۔ جس کا نتیجہ آپ کی برطرفی ملازمت بھی ہو سکتا ہے :-

(ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

ذکر خیر

میری امی جان

(از: عامرہ ارم — راولپنڈی)

میری دل وجان سے پیاری امی محترمہ کو ہم سے جدا ہوئے ایک سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے مگر آج تک ان کی یاد تازہ ہے میری والدہ ہم سات بہن بھائیوں کو جن میں سے میں سب سے چھوٹی تھی، چھوڑ کر ۳۰ رجون ۱۹۸۵ء کو اس دار فانی سے کوچ کر گئیں۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

پیاری امی جان پر ۲۸ رجون کو دل کا حملہ ہوا اور دو دن ہسپتال میں زیر علاج رہ کر انتقال کر گئیں۔

پیاری امی جان احمدیت کی شیدائی اور لجنہ کی سرگرم رکن تھیں باوجودیکہ ہمارے والد صاحب احمدی نہیں مگر اس کے باوجود ہماری والدہ صاحبہ نے ہم سب بچوں کی اس طرح پر تربیت کی کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کے فضل اور آپ کی تربیت کے طفیل احمدیت سے وابستہ ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ ہی احمدیت سے وابستہ رکھے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔ ہم بہن بھائیوں کو مذہب سے جو لگاؤ ہے یہ سب ہماری مادر مہربان کی کوششوں اور دعاؤں کے طفیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری مرحومہ والدہ کو اس تربیت کا اجر عظیم عطا کرے اور ہمیشہ اپنے قرب میں رکھے۔ آمین۔

میں سب بہن بھائیوں میں سے سب سے چھوٹی ہوں۔ اگر مجھ سے کبھی کوئی غلطی ہوتی تو امی جان پیار سے سمجھاتیں۔ پہلے تو کبھی کبھی سرزنش بھی کرتیں مگر اب تو ڈانٹتی بھی نہ تھیں۔ جب میں کبھی رمضان میں روزہ رکھتی اور نڈھال ہو جاتی تو امی جان کہتیں روزہ ہے لاڈ کروا لو پھر تو میں تم سے خوب کام کرواؤں گی۔ ان کی وفات سے چند دن قبل جب میں نے روزہ رکھا تو کہنے لگیں آج تمہارے لاڈ کا آخری دن ہے پھر گھر اور سکول کا کام کرنا ہوگا۔

پیاری امی جان کا یہ دستور تھا کہ سال میں ایک دو بار میرے سکول جاتیں اور میری استانیوں سے پوچھا کرتیں کہ یہ سکول میں کیسی ہے اور کہتیں کہ اگر کبھی یہ غفلت کرے تو بے شک اسے سزا دیں امی جان جب بھی سکول جاتیں میری سہیلیوں سے ضرور ملتیں اور ان سے اتنی گھل مل جاتیں گویا ان کی اپنی ہی بچیاں ہیں۔ ان کی فرمائشیں سنتیں۔ اور ان سے خوب پیار کرتیں۔

پیاری امی جان بہت ہی صابر و شاکر تھیں کبھی کسی سے مقابلہ نہ کیا، اپنے حق کے لئے بھی کبھی نہ لڑیں ہمیشہ عفو اور درگزر سے کام لیتیں اور ہر ایک سے پیار سے پیش آتیں۔ بچپن سے پانچ وقت نماز پڑھنے کی عادت تھی اور جب آخری بیماری کے دن آپ کو ہسپتال لے جانے کے لئے ٹیکسی لائی گئی اس وقت بھی امی جان نے مجھ سے کہا تھا کہ پانی لا دو میں وضو کر کے نماز تو ادا کر لوں۔ لیکن ان کو بہت کمزوری ہو رہی تھی جس کے باعث نماز ادا نہ کر سکیں مگر جب ایمبولینس میں جا رہی تھیں تب بھی دعاؤں کا ورد جاری تھا غالباً سورۃ یٰسین پڑھ رہی تھیں جو کہ انہوں نے بچپن میں یاد کی تھی۔

امی جان تہجد گزار تھیں اور اکثر رمضان کے روزے بھی رکھتیں اگر روزہ بیماری کے باعث نہ رکھ سکتیں تو فدیہ بڑی فکر کے ساتھ ادا کرتیں۔ اس دفعہ بھی جب دس روزے رکھنے کے بعد صحت مزید روزے رکھنے کے قابل نہ رہی تو بڑی فکر سے فدیہ ادا کیا اور ایک دن بیت الذکر میں روزہ بھی کھلوایا اس کے علاوہ ہر ماہ سوموار یا جمعرات کو باقاعدگی سے روزہ رکھتیں۔

آخر میں تمام قارئین سے درخواست ہے کہ میری امی جان کی مغفرت اور بلندئ درجات کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں اپنے قرب اور رضا سے نوازے اور ہم سب کو اپنی رحمتوں سے نوازے۔ آمین۔

اعلان برائے ممبران انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی

آرکیٹکٹس وانجینئرز

جن ممبران کرام کا چندہ رکنیت ۳ سال یا زائد کا بقایا ہے وہ ۲۵ ردسمبر ۱۹۸۶ء سے قبل ۳۵ روپیہ سالانہ کے حساب سے دفتر ایسوسی ایشن دفتر انصار اللہ مرکزیہ میں جمع کرا دیں ورنہ مجلس عاملہ مرکزیہ ان کی رکنیت معطل کرنے پر غور کرنے کے لئے مجبور ہوگی۔ اپنے موجودہ پتہ سے بھی مطلع فرما دیں۔

(چیئرمین)

ضروری اعلان

موصیان/موصیات توجہ فرماویں

آپ بفضلہ تعالیٰ موصی/موصیہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیش کردہ آسمانی نظامِ وصیت میں شامل ہونے کی سعادت بخشی ہے۔ یہ خوش بختی قابلِ افتخار ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ اپنے فضلوں سے نوازتا رہے۔ آمین

ہر موصی کے لئے لازمی ہے کہ وہ تقویٰ طہارت اور احکام شریعت کی پابندی میں دوسرے کے لیے خاص نمونہ ہو اور مالی قربانی کے لحاظ سے بھی دوسروں سے نمایاں امتیاز رکھتا ہو۔

۱۔ بعض موصیان اپنی وصیت کرتے وقت جائیداد اور آمد کی جو تفصیل درج کرتے ہیں اسی پر اکتفا کرتے ہیں اور وقتاً فوقتاً خدا تعالیٰ کے جو فضل ان پر ہوتے ہیں ان سے دفتر کو مطلع کرنا ضروری نہیں سمجھتے وصیت کے قواعد کی رو سے ہر موصی کے لئے ضروری ہے کہ حسب قاعدہ نمبر ۵۳ دفتر کو اپنی جائیداد کی تفصیل سے ۵ سال میں کم از کم ایک بار اطلاع دے۔ اور موصیان کی اپنی بہبود بھی اسی میں ہے کہ وہ دفتر کو وقتاً فوقتاً جائیداد میں قابلِ ذکر تبدیلیوں سے مطلع رکھیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بعد میں بالخصوص تدفین کے وقت جو مشکلات پیدا ہوتی ہیں اور نوعیت جائیداد کی تحقیق کی جاتی ہے اس سے بچ جاویں گے اور مشکل میں نہیں پڑیں گے۔

۲۔ آپ نے وصیت کرنے کے بعد اگر کسی وقت اپنی اولاد کے نام یا ورثاء میں سے کسی کے نام کوئی ایسی جائیداد منتقل کی ہو جو درحقیقت آپ کی اپنی ہے یا آپ نے اپنی آمد سے اپنے بیٹے کے نام (خواہ وہ بالغ ہو) جائیداد خریدی ہو تو ایسی جائیداد آپ کی متصور ہوگی یا کوئی جائیداد ٹرسٹ (TRUST) کے طور پر کسی کے پاس رکھوائی ہو تو اس کے کوائف سے جلد از جلد دفتر کو مطلع کریں۔ کیونکہ یہ طے شدہ بات ہے کہ اگرچہ زندگی میں جائیداد پر تصرفات کا موصی کو اختیار رہے لیکن ایسا تصرف جس کے نتیجہ میں بعد از وفات تلبیس کی صورت پیدا ہو جائے اور موصی کی حقیقی جائیداد سلسلہ کی نظر سے اوجھل ہونے کا خطرہ ہو اس سے دفتر کو آگاہ نہ کرنا موصی کے شایانِ شان نہیں۔ اسی طرح اگر کسی نے آپ کے پاس کوئی جائیداد امانتاً رکھوائی ہو جو فی الحقیقت آپ کی نہ ہو اور خطرہ ہو کہ بعد میں بے وجہ آپ کی طرف منسوب ہو جائے گی۔ تو اس سے بھی دفتر کو اطلاع دینا ضروری ہے

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

دعائے مغفرت

خاکسار کی خوشدامن محترمہ اصغری بیگم زوجہ مکرم عبیدالرحمٰن آف حافظ آباد ۱۰ ر اکتوبر ۱۹۸۶ء بروز جمعۃ المبارک لاہور میں وفات پاگئیں ان کا جسد خاکی حافظ آباد لایا گیا جہاں اگلے روز ان کی نماز جنازہ مکرم مرزا محمد اقبال صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی۔

مرحومہ کا سیالکوٹ مشن ہسپتال میں پیٹ کا میجر اپریشن ہوا تھا لیکن اپریشن کے بعد طبیعت زیادہ خراب ہوگئی اور انہیں لاہور میو ہسپتال لے جانا پڑا جہاں دس روز تک ہر ممکن علاج کی کوشش کی گئی لیکن جانبر نہ ہوسکیں۔ مرحومہ پابند صوم و صلوٰۃ، ملنسار، صاف گو، صالح اور بڑی حوصلہ مند خاتون تھیں۔ ان کے خاوند مکرم عبیدالرحمان صاحب ۲۶ سال قبل اپنے گھر سے نماز کی ادائیگی کے لیے گئے مگر پھر گھر واپس نہ پہنچ سکے۔ مرحومہ کی کوئی نرینہ اولاد نہیں چار بیٹیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ جن کی انتہائی کٹھن حالات میں انہوں نے پرورش کی اور ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھا۔ احباب جماعت سے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور بیٹیوں کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ (امان اللہ قریشی ۔ سیالکوٹ)

خاکسار کا پھوپھی زاد بھائی محمد اسعد ابن مکرم گلزار احمد صاحب پٹواری بمقام رسول نگر ضلع گوجرانوالہ ۲۷ ر اکتوبر کو ۴ بجے شام لاہور ہسپتال میں وفات پاگیا۔ مرحوم کی عمر ۱۲ سال تھی اور چھٹی جماعت کا طالبعلم تھا۔

قارئین کرام سے مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی درخواست ہے (ادریس احمد وحید دارالعلوم غربی ربوہ)

ضروری گزارش

خاکسار نے محترم میاں احمد دین صاحب مرحوم (قادیانی زرگر) رفیق حضرت بانی سلسلہ کے حالات زندگی مرتب کرنے کا ارادہ کیا ہے اگر کسی صاحب کو محترم میاں صاحب کے بارے میں کسی قابلِ ذکر واقعہ کا علم ہو یا ان کے پاس محترم میاں صاحب سے متعلق کوئی چیز (تصویر وغیرہ) موجود ہو تو ازراہِ کرم خاکسار کو پتہ ذیل پر ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ نیز اگر ان کی کسی چیز کا معاوضہ وصول کرنا چاہیں تو وہ بھی ادا کر دیا جائے گا۔ (کمال احمد زرگر)

(۵۵ ۔ ایچ قصبہ کالونی منگھوپیر روڈ کراچی)

اعلان دارالقضاء

استانی مریم بی بی صاحبہ مرحومہ اہلیہ حضرت حافظ روشن علی صاحب نے اپنا مکان ۵/۴ محلہ دارالرحمت وسطی ربوہ رقبہ دس مرلہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان وصیت کی تھی۔ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو یہ مکان صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے نام انتقال پر اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر اطلاع دے۔

ورنہ میعاد گزرنے کے بعد مکان کے انتقال بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کا فیصلہ کر دیا جائے گا (ناظم دارالقضاء)

درخواست دعا

• مکرم محمد سعید احمد صاحب انجینئر اپنے بیٹے عزیزم خالد سعید احمد کی بارات ربوہ سے واپس راولپنڈی لے جا رہے تھے کہ راستے میں ان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا جس کے نتیجہ میں مکرم سعید صاحب اور ان کی بہو زخمی ہو گئی سعید صاحب کی آنکھ میں شیشہ لگنے کی وجہ سے آنکھ بڑی طرح متأثر ہوئی ان کی آنکھ کا اپریشن ہوا ہے احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر دو کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے (بیگم عبدالحمید شر ربوہ)

• خاکسار ایک ماہ سے بخار، جوڑوں میں درد اور کمزوری کی وجہ سے علیل ہے احباب سے مکمل صحتیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے

(سلطان محمد خان لودھی بہاولپور)

تبدیلی نام

میں نے اپنا نام صغریٰ پروین شناختی کارڈ نمبر ۲۶۱/۱۵,۲۶۹۹۹۴ سے تبدیل کر کے صغریٰ افتخار رکھا ہے لہٰذا آئندہ مجھے صغریٰ افتخار کے نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

(صغریٰ افتخار چنیوٹ حال ۲/۸ دار الرحمت غربی ربوہ)

مجاہدین وقف جدید (دفتر اطفال) کی خدمت میں ضروری گزارش

وقف جدید کا مالی سال ختم ہونے میں صرف ۲ ماہ باقی رہ گئے ہیں تمام اطفال اور ناصرات سے درخواست ہے کہ وہ اس امر کا جائزہ لیں کہ کیا آپ وقف جدید کے مالی جہاد میں شامل ہیں۔ اگر شامل نہیں تو اس میں شمولیت اختیار فرمائیں۔ اور اگر آپ نے وعدہ لکھوایا ہوا ہے تو اس کی ادائیگی کی طرف توجہ دیں۔ اگر بقایا دار ہیں تو جلد اپنے وعدہ کے مطابق ادائیگی فرمائیں۔ تا سال کے اختتام سے قبل آپ کا بجٹ پورا ہو جائے۔

(سیکرٹری وقف جدید اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

گمشدہ پین

۲۶ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو دار النصر غربی سے براستہ کالج روڈ جاتے ہوئے ایک عدد پارکر پین گر گیا ہے جن صاحب کو ملے پتہ ذیل پر پہنچا کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(محمد نسیم احمد ۱/۴ دار النصر غربی ربوہ)

وصایا

ضروری نوٹ :- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو ۱۵ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۲۶۱۶۶ - میں محمد لقمان ولد محمد صدیق صاحب قوم مانگٹ پیشہ تعلیم عمر ۱۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن بشیر آباد ضلع حیدرآباد حال ناصر ہوسٹل ربوہ - بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹۸۵/۱۱/۱۶ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے - اس وقت مجھے مبلغ -/۱۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں - میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی - میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے -

العبد :- محمد لقمان ولد محمد صدیق ناصر ہوسٹل ربوہ

گواہ شد نمبر ۱ :- محمد ارشاد انور وصیت نمبر ۲۵۲۱۶ -

" نمبر ۲ :- مبشر احمد ایاز وصیت نمبر ۲۳۱۳۳ -

مسل نمبر ۲۶۱۶۷ - میں عبد الغفار ولد احمد صاحب آف غانا قوم × پیشہ تعلیم عمر ۲۱ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ناصر ہوسٹل ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۶/۱/۱۵ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔

اس وقت مجھے مبلغ -/۳۰۰ روپے ماہوار مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ کو کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد :- عبد الغفار احمد ناصر ہوسٹل ربوہ

گواہ شد نمبر ۱ :- عمر فاروق یحیٰ جامعہ احمدیہ ناصر ہوسٹل ربوہ

" " نمبر ۲ :- عبد الکریم خالد ناصر ہوسٹل ربوہ

مسل نمبر ۲۶۱۶۸ :- میں امۃ الجمیل شفیق زوجہ محمد شفیق صاحب اختر قوم راجپوت بھٹی پیشہ خانہ داری عمر ۲۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن مالیر توسیعی کالونی کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۶-۶-۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

(۱) حق مہر -/۵۰۰۰ روپے (۲) ایک گھڑی -/۳۰۰ روپے (۳) ناک کی لونگ طلائی -/۲۰۰ روپے (۴) ایک عدد سلائی مشین مالیتی -/۶۷۵ روپے - اس وقت مجھے مبلغ یکصد روپے ماہوار بصورت ذاتی اخراجات از شوہر مل رہے ہیں - میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی - میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ :- امۃ الجمیل شفیق مالیر توسیعی کالونی -FN/36/11 کراچی - ۳۷ -

گواہ شد نمبر ۱ :- الحاج محمد شفیع ہاشمی وصیت نمبر ۱۷۵۶۱ کراچی۔

محافل میں تعصب اور فرقہ واریت کو ہوا دے، دوسرے مکتبِ فکر کے بزرگوں اور پیشواؤں کو بُرا بھلا کہے، تشدد اور ظلم کو بھڑکائے اور اس محبت کے عظیم الشان سفیر کے نام پر نفرت کے جذبات اُبھارے۔ آپؐ سے محبت کا دم بھرنے والے غیظ و غضب کا اظہار نہیں کرتے، بدامنی اور فساد نہیں پھیلاتے، مادی طاقت کا گھمنڈ نہیں کرتے کیونکہ یہ ایسا تضاد ہے جس میں بُعد المشرقین ہے اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ ان عیوب کو دھتکارتی ہے۔

اس دور میں جماعتِ احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس لحاظ سے ممتاز ہے کہ وہ صبر و استقلال کا مظاہرہ کر رہی ہے اور ان کی مجالس سیرۃ النبیؐ صرف اور صرف حُسنِ محمدی اور مقامِ محمدیت کے مضامین پر ہی مرتکز رہتی ہیں۔ پھر حتی الامکان ان مضامین کو اپنی زندگیوں میں جاری کرنے کی سعی کرتی ہے۔ سیرۃ نبویؐ کے اوصاف صبر و استقامت کا معیار، مالی قربانیوں کی شاندار روایات کا اظہار، اشاعتِ قرآن کریم کے جہاد میں مصروف کار، مادیت و دہریت اور عیسائیت کے خلاف سرگرمِ پیکار، غلبۂ دینِ حق کے لئے مخالفتوں کے باوجود بے لوث تعمیری کردار اور خون سے رقم تاریخ ساز داستانوں کا تکرار جماعتِ احمدیہ کے علاوہ کس جماعت کو نصیب ہے! انوارِ محمدیہ کے عکس اور سیرتِ طیبہ کی جھلک کی تو جماعتِ احمدیہ آئینہ دار ہو اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے دعویدار اس کو ظلم و تشدد سے مٹانے والے ہوں یہ امر منطقی اور عقلی طور پر درست نہیں ٹھہرتا۔ محبت تو ایسا جذبہ ہے جو خود نقصان اُٹھاتا ہے اور دوسروں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ خود دُکھ اُٹھاتا ہے اور دوسروں کے لئے راحت کا سامان کرتا ہے۔ خود ظلم کا نشانہ بنتا ہے نہ کہ ظالم کا رُوپ دھارتا ہے۔ اس کی تو کیفیت لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ کی ہوتی ہے۔ گالیاں سُنکر دعا دینا، ماریں کھا کر شفقت کا سلوک کرنا، تکالیف سہہ کر عفو کا مظاہرہ کرنا، جانیں دے کر داستانِ محبت رنگین کرنا اس کا شعار قرار پاتا ہے۔ پھر وہ صرف ربیع الاوّل کے مہینہ تک محدود نہیں رہتا بلکہ جس طرح انوارِ محمدیہ حدود و قیود کے پابند نہیں اسی طرح محبت کا جذبہ بھی ہر وقت جوش مارتا رہتا ہے اور جگہ جگہ ہر وقت سیرۃ النبیؐ کے الاؤ روشن کرتا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ یہ جذبہ کسی کو غلط راستے پر ڈالے بلکہ ہمیشہ اس پیارے وجود میں فنا ہو کر اس ذات سے خلقی ہمرنگی چاہتا ہے اور ایک ہی جوت ہر ایک سینے میں جگاتا ہے ؎

دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا

✡

" " ۲ :۔ ملک عبدالرحمٰن صاحب وصیت نمبر ۲۴۸۷۹۔

مسل نمبر ۲۶۱۶۹ :۔ میں طاہرہ صدیقہ زوجہ محمد خلیل صاحب قوم جٹ سندھو پیشہ خانہ داری عمر ۳۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن G 38/7 مالیر توسیعی کالونی کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹۸۶-۶-۱۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

(۱) حق مہر -/۵۰۰۰ روپے (۲) بنک میں نقد رقم -/۲۳۰ روپے (۳) سلائی مشین -/۱۱۰۰ روپے (۴) چھالے وزنی ۱۴ ماشے ۳ رتی مالیتی ۱۷۵۰ روپے (۵) ناک کی لونگ مالیتی ۱۵۰ روپے (۶) دوسری لونگ -/۹۰ روپے (۷) ناک کی تیسری لونگ -/۱۶۰ روپے (۸) بالیاں ۵ گرام -/۱۱۵۰ روپے (۹) گھڑی مالیتی -/۱۰۰۰ روپے۔ کل -/۱۰۶۳۰ روپے۔

اس وقت مجھے یکصد روپے ماہوار بصورت ذاتی اخراجات از شوہر مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ :۔ طاہرہ صدیقہ زوجہ محمد خلیل G 38/7 مالیر توسیعی کالونی کراچی ۳۷۔

گواہ شد نمبر ۱ :۔ الحاج محمد شفیع ہاشمی وصیت نمبر ۱۷۵۶۱

" " ۲ :۔ ملک عبدالرحمٰن صاحب وصیت نمبر ۲۴۸۷۹۔

مسل نمبر ۲۶۱۷۰ :۔ میں نسرین اشفاق زوجہ ڈاکٹر اشفاق احمد صاحب قوم شیخ قریشی پیشہ خانہ داری عمر ۴۵ سال بیعت ۱۹۷۲ء ساکن صابر کالونی H 364 کراچی ۳۷۔ بقائمی

ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۶-۶-۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے: جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے:-

(۱) زیورات طلائی دو تولے اور ۷/۲ گرام مالیتی ۵۳۰۰/- روپے

(۲) حق مہر ۵۰۰۰/- روپے بذمہ خاوند۔

اس وقت مجھے مبلغ یکصد روپے ماہوار بصورت نان و نفقہ مل رہے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصّہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ:- زرینہ اشفاق صابر کالونی H-364 کراچی ۲۷۔

گواہ شد نمبر ۱:- الحاج محمد شفیع ہاشمی وصیت نمبر ۱۷۵۶۱

" " ۲:- ملک عبدالرحمٰن صاحب وصیت نمبر ۲۴۸۷۹۔

مسل نمبر ۱۷۲۶۱:- میں طیبہ معین بنت معین الدین صاحب قوم جٹ سندھو پیشہ تعلیم عمر ۱۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن R-8 اتفاق کالونی کھوکھراپار کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹۸۶-۶-۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے:-

(۱) کانٹے دو ماشہ ۴ رتی مالیتی ۲۴۰/- روپے (۲) کوکا طلائی ۴ رتی مالیتی ۹۰/- روپے (۳) گھڑی مالیتی ۳۵ روپے۔ کل جائیداد مالیتی ۳۳۵/- روپے۔

اس وقت مجھے مبلغ یکصد روپے ماہوار بصورت ذاتی اخراجات مل رہے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصّہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہونگی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ :۔ طیبہ معین۔ گواہ شد نمبر۱ :۔ الحاج محمد شفیع ہاشمی وصیت نمبر ۱۷۵۶۱ ۔ گواہ شد نمبر۲ :۔ ملک عبدالرحمٰن وصیت نمبر ۲۴۸۷۹۔

مسل نمبر ۲۶۱۷۲ :۔ میں قانتہ معین بنت معین الدین صاحب قوم جٹ سندھو پیشہ تعلیم عمر ۱۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 8 - R اتفاق کالونی کھوکھرا پار کراچی ۳۷ء۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱-۶-۸۶ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

(۱) کانٹے طلائی ایک جوڑی وزنی ۲ ماشہ ۴ رتی مالیتی ۲۴۰ روپے (۲) ناک کی لونگ وزنی ۴ رتی مالیتی ۶۰ روپے (۳) گھڑی مالیتی ۳۵ روپے کل جائیداد ۳۳۵ روپے۔

اس وقت مجھے یکصد روپے ماہوار بصورت ذاتی اخراجات مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ :۔ قانتہ معین۔ گواہ شد نمبر۱ :۔ الحاج محمد شفیع ہاشمی وصیت نمبر ۱۷۵۶۱۔ گواہ شد نمبر۲ :۔ ملک عبدالرحمٰن وصیت نمبر ۲۴۸۷۹۔

مسل نمبر ۲۶۱۷۳ :۔ میں وسیمہ خاتون زوجہ سید صغیر حیدر صاحب قوم سید پیشہ خانہ داری عمر ۳۷ سال بیعت ۱۹۷۸ء ساکن ریڈیو کالونی قائد آباد لانڈھی کراچی بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۷-۲-۱۹۸۶ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و

غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

(۱) حق مہر پانچ ہزار روپے (۲) زیور طلائی ایک تولہ مالیتی ۲ ہزار روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ یکصد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ :۔ وسیمہ خاتون

گواہ شد نمبر ۱ :۔ چوہدری صغیر احمد چیمہ سیکرٹری وصایا کراچی۔

〃 〃 ۲ :۔ سید صغیر حیدر ولد سید جمیل حیدر خاوند موصیہ۔

مسل نمبر ۲۶۱۷۴ :۔ میں سید صغیر حیدر ولد سید جمیل حیدر قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۴۵ سال بیعت ۱۹۷۷ء ساکن ۴/۷ ریڈیو کالونی فائڈ آباد لانڈھی کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷-۲-۱۹۸۶ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات کے بعد میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

رہائشی پلاٹ نمبر ۷/۵ واقع داتا نگر نزد سٹیل ٹاؤن مالیتی ۷۵۰۰/- روپے

اس وقت مجھے مبلغ دو ہزار روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد :۔ سید صغیر حیدر۔ گواہ شد نمبر ۱ :۔ صغیر احمد چیمہ سیکرٹری وصایا کراچی۔ گواہ شد نمبر ۲ :۔ اقبال حسین ولد الطاف حسین B-36 لانڈھی کراچی۔

خلاصہ خطبات حضرت امام جماعت احمدیہ

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ ستمبر ۱۹۸۶ء

حضور نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آیتِ کریمہ

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ آج کے خطبہ کے لئے مَیں نے تربیتی مضمون چُنا ہے۔ اِس آیتِ کریمہ سے بظاہر اس کا تعلق دکھائی نہیں دیتا مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ آیت اُمّتِ محمدیہ کی تربیت سے بہت گہرا تعلق رکھتی ہے۔ فرمایا: ٹورانٹو میں ایک مخلص خاتون نے پردہ کے بارے میں سوال کیا تھا۔ اس کے سوال میں طعن کا رنگ تھا۔ اس بچّی کا سوال اِس لائق ہے کہ اس پر توجہ دی جائے۔ سوال یہ تھا کہ پردہ پر جو زور دیا جاتا ہے اس پر عمل یوں ہوتا ہے کہ مشن ہاؤس میں تو خواتین سر ڈھانپ لیتی ہیں اور پردہ کا ادنیٰ معیار پورا کر رہی ہوتی ہیں لیکن جب باہر جاتی ہیں تو خوب سج دھج کر جاتی ہیں اور پردہ کا قطعاً خیال نہیں کرتیں۔ فرمایا: مَیں نے کئی مرتبہ جماعت کو اِس طرف متوجہ کیا ہے لیکن مغربی دُنیا میں خصوصیت سے یہ مضمون بار بار یاد دہانی کے لائق ہے۔ پردہ کے بارہ میں ہماری خواتین کے دو گروہ ہیں پہلا جو پاکستانی طرز کے برقع میں ملبوس پردہ کی پابند ہیں۔ دوسرا جو پردہ سے باہر نکلنے کے آخری کنارہ پر کھڑی ہیں۔ جب نصیحت کی جاتی ہے تو چادر لے لیتی ہیں اور جب نصیحت میں ذرا دیر ہو جاتی ہے تو وہ چادر اتار لیتی ہیں۔ جس سوسائٹی میں وہ ہیں اس کے حالات مختلف ہیں۔ وہ باغیانہ خیالات کا اظہار تو نہیں کرتیں لیکن ان کے دل مطمئن نہیں اور ان میں لوٹ جانے کا رجحان قائم رہتا ہے۔ پہلے گروہ کے دو حصّے ہیں اوّل جو خود پردہ کی پابند ہیں اور دوسروں کے لئے دعا کرتی ہیں۔ یہی ہیں جو صادقات کہلانے کی مستحق ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو نادانی کے نتیجہ میں یا نیکی کے تکبّر میں مبتلا ہو کر جماعت کی خواتین کو چرکے لگاتی ہیں اور وہ اپنی اس نیکی کو کہ وہ پردہ کر رہی ہیں، خدا پر ایک احسان سمجھتی ہیں نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس نیکی کی توفیق بخشی ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کو نیکی کے اعلیٰ مقام پر فائز فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے اِنی بعثت لاتمم مکارم الاخلاق کہ مَیں چوٹی کے اخلاق پر فائز کیا گیا ہوں۔ اخلاق ایک نسبتی چیز ہے اخلاق کا سفر ایک لامتناہی سفر ہے۔ اس پہلو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مقابل پر ہر شخص بداخلاق ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہر شخص کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تو وہ ہرگز ہرگز تربیت نہ کر سکتے۔ آپؐ رحمۃ للعالمین تھے۔ آپؐ نے محبت اور پیار سے ہر فردِ واحد کی تربیت کی اور ہر ایک پر رحمت کی نظر ڈالی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تو بے جان چیزوں سے بھی محبّت اور پیار تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شروع میں درخت کے تنے کا سہارا لے کر خطبہ دیا کرتے تھے جب منبر بن گیا تو آپؐ نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپؐ دوبارہ درخت کی طرف تشریف لے گئے اور آپؐ نے درخت کے درد کو محسوس کیا جو اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دوری کی وجہ سے محسوس کیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم نے تربیت کرنی ہے تو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے تربیت کا طریق بھی سیکھنا ہوگا۔ تربیت میں نفرت اور غصّہ کا کوئی کردار نہیں اور اس سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔

حضور نے فرمایا: مَیں دوبارہ پردہ کے مضمون کی طرف آتا ہوں۔ احمدی خواتین پر مغربی تہذیب کے بارہ میں بہت بڑی ذمّہ داری عائد ہوتی ہے۔ نیکی دراصل وہی ہے جو باقی رہ جاتی ہے۔ الباقیات الصالحات میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے کہ نیکی وہ ہے جو بقاء پانے کی اہلیت رکھتی ہو۔ ایسی خواتین جو پردہ کی پابند تھیں جب ان پر سے دباؤ اُٹھ گئے اگر ان کی پردہ کی پابندی والی نیکی قرآنی نیکی ہوتی تو وہ باقی رہتی اور ان سے کبھی بھی الگ نہ ہوتی۔ اِس وقت اسلام کی ٹکر مغربی تہذیب سے ہے اِس لئے ضروری ہے کہ ہم اسلام کی معاشرت اور اسلام کی تہذیب کو مغربی تہذیب پر فائق کر کے دکھائیں۔

حضور نے فرمایا: مَیں نے بارہا بتایا ہے کہ پردہ کے لئے بُرقع ضروری نہیں بُرقع پردے کا ایک ذریعہ ہے ہم نے برقع کو پردہ بنا لیا تھا۔ حالانکہ برقع میں بہت سخت پردہ ہے اس پردہ کی نسبت جس کا اسلام میں ذکر ہے۔ کئی جگہوں پر برقع پنجاب کے برقع سے بھی زیادہ سخت شکل میں موجود ہے۔ احمدیت کا برقع دوسرے برقعوں سے آسان ہے، نسبتاً آسان ہے۔ ہم نے برقع کو پردہ بنایا ہوُا ہے۔ اس برقع کو چھوڑنے کے لئے طرح طرح کے عذر اور بہانے نفس نے تراشے اور احساسِ کمتری کی بناء پر برقع کو الگ کر دیا یعنی پردہ چھوڑ دیا۔ دُنیا کیا کہے گی کہ کتنی پسماندہ اور غیر ترقی یافتہ یہ

برقع پوش خواتین ہیں اور شرمندگی سے اپنی گردن کو جھکایا اور پھر مغربیت کے اثر کے نیچے گردن جھکتی ہی چلی گئی۔

فرمایا: دوسری خواتین جو ہیں وہ بہانے تلاش کرتی ہیں اور ضد کرتی ہیں کہ ثابت کرو کہ قرآن میں برقع کا کہاں ذکر ہے۔ دراصل وہ برقع سے آزاد ہونا چاہتی ہیں۔ برقع ضروری نہیں، بے شک برقع چھوڑ دیں لیکن اسلام کی تعلیم کے مطابق پردہ کرلیں اور کسی کو کوئی حق نہیں کہ ان پر اعتراض کرے ہم اسی لئے بار بار توجہ دلاتے ہیں کہ کم سے کم یہ پردہ ہے تم اس سے زیادہ کی کوشش کرو۔ میں کم سے کم پردہ کے لئے کیوں کہتا ہوں اس لئے کہ اس کے پیچھے پردہ کی ساری روح قائم ہے۔ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جو پردہ کی روح بیان فرمائی ہے اس روح کی حفاظت کریں اور اس روح کو نہ مرنے دیں۔

فرمایا: نیکی کی طرف جانے کا راستہ ایک UP HILL TASK ہے اور بدی کی طرف جانے کا راستہ نیچے جانے کا راستہ ہے۔ اگر ماں باپ اپنی اولاد کی تربیت پر دس گنا زیادہ محنت کریں تب ہی اولاد نیک رہ سکتی ہے۔ اگر آپ نیکی کی طرف دس قدم جائیں گے تو اولاد ایک قدم آگے جائیگی اگر آپ بدی کی طرف یعنی نیچے کی طرف ایک قدم جائیں گے تو آپ کی اولاد دس قدم نیچے جائے گی۔ آپ اس بنیادی اصول کو یاد رکھیں کہ جب آپ نیکی کی طرف دس قدم اُٹھائیں گے تو اولاد صرف ایک قدم ہی آگے جائے گی سوائے اس کے کہ آپ دس گنا زیادہ محنت کریں۔

فرمایا: جماعتِ احمدیہ کا دعویٰ ہے کہ اس نے ساری دُنیا کو فتح کرنا ہے۔ ایسی قوم کہ جس کا دعویٰ ہو کہ ساری دُنیا کو فتح کرنا ہے جب اُس قوم کے نمائندے غیر ممالک میں سفیر بنتے ہیں تو اُن کو مؤثر ہونا چاہیئے اور دوسروں کو متاثر کرنا چاہیئے اگر وہ خود متاثر ہونا شروع کر دیں تو ہمارا رُخ شکست کی طرف ہو جائے گا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے آیت خاتم النبیین میں خاتمیت کی جو تفسیر بیان فرمائی ہے اس کی بہت مصالح ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمیت کا اُمّت محمدیہ کی تربیت سے گہرا تعلق ہے۔

حضور نے آیت خاتم النبیین کی تشریح بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم میں سے ایسے ویسے مردوں کے باپ نہیں بلکہ انبیاء کے بھی باپ ہیں اور انبیاء کی شکل تشکیل کرنے والے ہیں۔